﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃالمبارک ۱۶؍نومبر ۲۰۰۱ء شمارہ ۴۶

۳۰؍شعبان ۱۴۲۲ ہجری ☆ ۱۶؍نبوت ۱۳۸۰ ہجری شمسی

رمضان المبارک۔ مغفرت کا مہینہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان کی راتوں میں عبادت کے لئے قیام کیا اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصوم)

صحابہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت چوھدری نظام الدین صاحب، حضرت سید حسن شاہ صاحب، حضرت میاں عبدالمجید خان صاحب، حضرت عبدالرؤف صاحب بھیروی، حضرت چوھدری اللہ بخش صاحب اور حضرت نور احمد خان صاحب رضوان اللہ علیہم کی روایات کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود ومھدی معھود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا دلنشیں تذکرہ

(انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی منعقدہ منہائم جرمنی کے موقعہ پر تیسرے روز کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز اور روح پرور اختتامی خطاب)

چوتھی و آخری قسط

جلسہ سالانہ جرمنی کے تیسرے روز کے آخری اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی روایات کے حوالہ سے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موضوع پر اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

حضرت چودھری نظام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ فرماتے ہیں: ”طاعون کی پیشگوئی کے موقعہ پر موضع شکار ماچھیاں سے مولوی رلدو صاحب کی بیوی اور پانچ چھ اور عورتیں طاعون سے مرعوب ہو کر کمال سردی اور بارش کے موقع پر بیعت کی غرض کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ حضرت صاحب (نے) ان کی حالت، تکلیف دہ سفر و سردی وغیرہ دیکھ کر نہایت شفقت اور مہربانی سے عذرات مناسب فرمائے اور بھیگے ہوئے کپڑے اتروا کر نئے کپڑے پہنوا دیئے۔ اور دفعیہ سردی کے لئے آگ لگوادی۔ جب آسودہ حال ہوئیں تو عرض کی کہ حضور خاکساروں کی بیعت قبول فرمائی جاوے۔ حضور نے نرمی اور عنایت سے عرض منظور فرما کر بیعت کے زمرہ میں داخل فرمالیا۔ مولوی صاحب مذکور کی بیوی نے پیغام نبی کریمؐ یعنی السلام علیکم پیش کیا تو حضور بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ پیغام نبوی آج تک کسی نے نہیں ادا کیا“۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس روایت میں کچھ تھوڑی سی شک کی بات یہ ہے کہ جب لدھیانہ میں پہلی بیعت کے لئے گئے تھے تو وہاں بھی ایک مولوی صاحب نے

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر ضرور تمہیں ملے گا

اللہ تعالیٰ کی صفات رازق اور رزّاق کے متعلق آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مختلف امور کا تذکرہ

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔ تحریک جدید کی مالی قربانی میں پاکستان تمام ممالک میں اول نمبر پر رہا۔ پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں امریکہ اول اور جرمنی دوسرے نمبر پر آیا۔ تحریک جدید کے مالی جہاد میں اب تک تین لاکھ ۳۷ ہزار ۶۰۰ سے زائد افراد شامل ہو چکے ہیں۔ پاکستان کی جماعتوں میں ربوہ نمبر ایک پر رہا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲/نومبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۲؍نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفت سبّوحیت کا ذکر جاری تھا ابھی اس مضمون کا کچھ حصہ باقی تھا مگر آج چونکہ تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے اس لئے رازق اور رزّاق کی صفات کا مضمون منتخب کیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے رازق اور رزّاق کے معانی بتاتے ہوئے فرمایا کہ رازق کا لفظ اس کے لئے بھی بولا جاتا ہے جو رزق دوسرے تک پہنچانے کا ایک وسیلہ بنتا ہے مگر رزّاق صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے۔ رزّاق اور رازق دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں کیونکہ وہ سب کو رزق دیتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب حضور انور برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۱۱ء از صفحہ نمبر ۲

بڑے ادب کے ساتھ اور روتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہاں اس طرح کا پیغام پہنچایا تھا۔اس لئے اس روایت میں کوئی اشتباہ معلوم ہوتا ہے۔

"پھر بائعان مذکورہ نے عرض کی کہ حضور کا پس خوردہ بوجہ تبرک ہمیں ملنا چاہیے۔ چنانچہ حضور نے ایسا ہی کیا۔ پہلے گوشت روٹی دوسرے موقعہ پر مکئی کی روٹی اور ساگ اور پھر پلاؤ۔ پھر چوتھے روز مرغا۔ عورات مذکورہ نے عرض کی کہ حضور کا کام دماغی بہت ہے اور غذا معمولی ہے تو فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ نے جو خوراک کھانے کے واسطے پیدا کی ہے وہی کھانی چاہئے۔ باقی قوت دماغی صرف خدا عطا فرما رہا ہے۔ چار روز کے بعد عورات مذکورہ اجازت حاصل کر کے بخانہ خود واپس ہو گئیں۔

آپؓ مزید بیان فرماتے ہیں کہ جب حضور اپنی عمر کے آخری ایام میں شہر لاہور میں تشریف لے جا رہے تھے تو بٹالہ میں شب باشی فرمائی۔ رات کے وقت مولوی صاحب احمد دین ساکن نارووال جو نہایت مخلص اور کمترین کے مہربان دوست تھے، حضور کے پاؤں دبا رہے تھے اور عرض کرنے لگے کہ حضور ضلع گورداسپور میں بہت کم احمدی ہیں۔ جواباً فرمانے لگے کہ ہے تو درست مگر جگہ خالی کوئی نہیں مثلاً پٹھان کوٹ میں بھی ہیں اور دین نگر و گورداسپور میں بھی اور بٹالہ میں بھی اور کلانور میں بھی ہیں اور ایک آدمی ڈیرہ بابا نانک میں بھی ہے۔ اگلے روز مولوی احمد دین صاحب کمترین کے پاس ڈیرہ بابا نانک میں تشریف لائے تو عاجز کو مبارک باد دی اور فرمانے لگے کہ زہے طالع کہ آپ مسیح موعود علیہ السلام کی یاد میں ہیں۔

حضور بیعت کے اعلان کے بعد لدھیانہ میں تشریف فرما ہوئے۔ وہاں درزیوں کی مسجد جو کہ سڑک پر واقعہ ہے، حضور مسجد میں تقریر فرما رہے تھے اور شہر میں مولویوں کا شور برپا تھا۔ ایک مولوی سوداگروں کی دکان پر مجلس لگائے تقریر کر رہا تھا جو شخص آج مرزا کو قتل کر دے وہ سیدھا بہشت میں داخل ہو گا، تو ایک دیہاتی بول اٹھا کہ یہ تو بڑا سہل کام ہے۔ ایک روز مرنا تو ہے۔ وہ ڈانگ لے کر باہر مسجد میں چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو حضور تقریر کر رہے تھے۔ باہر دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو اس کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا کہ سن تو لیں، سنتا رہا۔ سنتے سنتے متغیر ہو گیا۔ قدموں میں جا گرا اور پکار کر کہنے لگا کہ میری بیعت منظور فرمائیں۔ حضور نے بیعت لی تو وجد میں ہی کہنے لگا کہ میں اس ارادہ پر آیا تھا۔ ایک مولوی شہر میں تقریر کر رہا تھا کہ جو مرزا صاحب کو قتل کرے، بہشتی ہو جاوے گا۔ حضور اگر اجازت دیں تو میں اس کو ہلاک کروں گا تو (حضورؑ نے) اس کو بند کر دیا اور حضور نے فرمایا کہ تم تو بہشتی ہو گئے۔ اس کا شکر گزار ہونا چاہئے" کہ اس کی وجہ سے تمہیں بہشت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ (رجسٹر نمبر ۲)

حضرت سید حسن شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید حسن شاہ صاحب رضی اللہ عنہ ابن سید فضل شاہ صاحب ساکن موضع مدینہ ضلع گجرات پنجاب۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

خاکسار نے تقریباً بیس برس کی عمر میں جنوری ۱۹۰۷ء میں حضور کی بیعت بذریعہ خط مردان ضلع پشاور میں کی تھی۔ اس سے پہلے میں اہل حدیث تھا لیکن بیعت کرنے کے بعد میں جنوری ۱۹۰۷ء ہی میں قادیان پہنچا تاکہ حضور کی ملاقات سے محروم نہ رہوں۔ ایک دفعہ ظہر یا عصر کے وقت حضور مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دوست نے عرض کی کہ حضور اب عیسائی عموماً یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دیکھو ہمارا مسیح سب نبیوں سے درجہ میں بڑا ہے، اس لئے ہم اس کو خدا کہتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی حدیث کی کتاب میں یہ درج ہے کہ ہر ایک انسان کو اس کی پیدائش کے وقت شیطان مَس کرتا ہے لیکن حضرت مسیح کو مس شیطان سے خدا نے محفوظ رکھا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا رسول بھی مس شیطان سے نہ بچا۔ یہ بات سن کر حضور کا چہرہ لال ہو گیا اور بڑے زور سے فرمایا کہ حدیث میں مسیح ناصری کے متعلق اس لئے آیا ہے کہ یہود نے الزام لگایا تھا کہ معاذ اللہ مسیح ناجائز طریقے سے پیدا ہوا ہے۔ ان کے اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے حضرت رسول کریمؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی کیونکہ دوسرے انبیاء پر یہ اعتراض نہیں ہوا۔ پھر فرمایا کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں ہیں۔ اس پر مولوی صاحب حاضر ہوئے اور حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب! اس حدیث کے متعلق ایک رسالہ لکھو۔ ان الفاظوں کی ترتیب میں یہ عرض ہے کہ میں نے اپنے مفہوم میں جو کچھ اس وقت سمجھا تھا ادا کیا ہے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضور صبح سیر کے لئے نکلے اور لوگ بھی کثرت سے ساتھ تھے۔ خاکسار بھی ان میں شامل تھا۔ ہر ایک شخص یہی چاہتا تھا کہ میں ہی حضور کے ساتھ رہوں۔ میں بھی اس خیال سے دوڑ کر حضور کے قریب پہنچا لیکن اتفاق سے میرا پاؤں حضور کی چھڑی پر لگ گیا اور چھڑی حضور کے ہاتھ سے گر گئی۔ خاکسار کو ڈر پیدا ہوا کہ کہیں حضور ناراض نہ ہوں لیکن قربان جاؤں حضور کے اخلاق پر حضور نے واپس پھر کر بھی نہ دیکھا میں نے جلدی سے وہ چھڑی اٹھا کر حضور کے ہاتھ سے لگائی۔ حضورؑ نے اس وقت بھی بغیر پیچھے دیکھے چھڑی ہاتھ میں لے لی۔ (رجسٹر نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۸۷۔۲۸۸)

حضرت سید حسن شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید بیان فرماتے ہیں:

"خاکسار 1901ء میں مردان ضلع پشاور میں محکمہ نہر میں ملازم تھا۔ خاکسار اور مولوی محمد علی صاحب (جو آجکل جماعت احمدیہ پشاور کے پریذیڈنٹ ہیں) سیّد عبدالصمد صاحب سے پڑھتے تھے جو قریباً بیس سال مکہ اور مدینہ میں رہنے کے بعد واپس مردان آئے تھے۔ یہ صاحب موصوف اپنے زمانہ میں بہت نیک انسان تھے۔ اور وہ غیر مقلد تھے۔ چند ماہ پڑھنے کے بعد مولوی محمد علی صاحب احمدی ہو گئے جس کے سبب سے میں نے ان سے ملنا بہت کم کر دیا اور سلسلہ احمدیہ کی بہت سخت مخالفت شروع کر دی۔ اور میرے استاد سیّد عبدالصمد صاحب ہمیشہ بندہ کو کہتے رہے کہ دیکھو محمد علی کافر ہو گیا ہے۔ اب اس سے سلام و دعا نہ لیا کرو۔ میں ان کو جواب دیتا کہ وہ میرے پرانے دوست ہیں جب وہ سلام و دعا کہتے ہیں تو مجبوراً ان کو جواب دینا پڑتا ہے۔ ایک روز میں نے سیّد عبدالصمد صاحب سے دریافت کیا کہ حضور مسیح موعود اور مہدی کے آنے کا زمانہ کب ہو گا؟ اس پر مولوی صاحب مذکور نے جواباً کہا کہ جب میں مکہ شریف سے واپس آ رہا تھا کہ صبح کے قریب بمبئی کے قریب غیب سے کسی نے آواز دی کہ اے عبدالصمد! اُٹھ کہ امام مہدی آ گیا ہے۔ مَیں نے دریافت کیا کہ کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ مولوی صاحب نے کہا قریباً بیس سال ہو گئے ہیں۔ میں نے جب حساب لگایا تو حضرت کا دعویٰ اور وہ میعاد آپس میں ملتے تھے۔

پھر میں بھی حق کی تلاش میں مشغول ہو گیا۔ دو سال تک میں اس میں لگا رہا۔ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد میں جب سونے لگا تو دل میں خیال آیا کہ اگر مرزا صاحب اپنے دعوئی میں صادق ہوئے تو میرا حشر بہت برا ہو گا۔ اس خیال کے آتے ہی بندہ پر ایسی رقت طاری ہو گئی کہ میں زار زار رو رہا تھا۔ یہی دعا کرتا تھا کہ اے میرے مولا! مجھ کو صراطِ مستقیم دکھا دے۔ اگر تُو نے راہ راست نہ دکھائی تو میں قیامت کے روز حضور سے یہی کہوں گا کہ مولا کریم میں نے تجھ سے گڑگڑا کر دعا کی تھی کہ صراطِ مستقیم دکھا دے لیکن تُو نے کچھ نہ بتایا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۳)

حضرت میاں عبدالمجید خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت میاں عبدالمجید خاں صاحبؓ ولد میاں غلام حسین صاحب سکنہ قصبہ آنولہ ضلع بانس بریلی فرماتے ہیں:

"میرے محترم بزرگ حافظ صوفی تصور حسین صاحب بریلوی بھی میرے رفیق طریقت اور ان ہی بزرگ سے بیعت تھے۔ میرے پیر سید نیر وزیر علی شاہ صاحب نے جو کہ میاں سید شاہ جمال صاحب کے مریدوں یا خلفاء میں سے تھے انہوں نے بطور پیشگوئی اپنی وفات سے پہلے یہ امر اپنے مریدوں میں سنایا کہ اب زمانہ محتاج ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں اور دنیا کی وہ رہنمائی فرمائیں۔

اسی اثنا میں ان کا وصال ہو گیا۔ تین برس بعد ان کے وصال کے ہم لوگوں کو یہ علم ہوا کہ ایک مردِ خدا نے پنجاب میں مہدویت کا دعویٰ کر رکھا ہے۔ ہم سب نے باہم مشورہ کے بعد حضرت حافظ صوفی تصور حسین صاحب بریلوی کو حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے قادیان روانہ کیا۔ حافظ صاحب قادیان پہنچے اور بعد ملاقات و نیاز حضرت کے حالات معلوم کرنے اور انشراح پر حضور کی بیعت کر لی۔ اور انہوں نے تمام برادران طریقت کو خطوط کے ذریعہ اس امر کی اطلاع کی کہ میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا صادق مرسل اور مسیح موعود مہدی موعود یقین کر کے بیعت کر لی ہے۔ اب ہمارا تعلق صرف ان ہی دوستوں سے رہے گا جو ہمارے ساتھ اس سعادت میں بھی شریک ہو کر منسلک ہو جائیں گے۔

اس اطلاع پر میں نے اپنے تمام ہم خیال لوگوں کو قصبہ آنولہ ضلع بانس بریلی میں جمع کیا اور تحریک کی کہ صوفی صاحب نے جو کچھ لکھا وہ بالکل درست اور راست ہے۔ ہمیں بھی اس سعادت کے حصول کی کوشش اور سعی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس وقت تو تمام احباب نے بالاتفاق میری بات مان کر خطوط بیعت قادیان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیج دیئے اور میں نے خود بھی اپنی بیعت کی درخواست 'اس زمانہ میں جو کہ ۱۹۰۷ء کا تھا' بھیج دی تھی۔..........

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مخالفوں نے ایک بھاری جلسہ کر کے بہت شور مچایا اور ہنگامہ برپا کیا جس میں نشانہ عداوت و بغض صرف یہ عاجز تھا۔ انہوں نے میرے خلاف بہت سی تجاویز کیں۔ بائیکاٹ کا خوف دلایا۔ پولیس تک کو میرے خلاف بھڑکایا اور مجھے ایک فسادی اور باغی کے نام سے یاد کر کے جاہل لوگوں کو میرے خلاف اس رنگ میں بھڑکایا کہ میری جان کے لالے پڑ گئے۔

ان حالات سے متأثر ہو کر میں ایک رات جنگل میں نکل گیا۔ قبلہ رُخ ہو کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور اپنے طریق سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم خیال میں مخاطب کر کے عرض کیا کہ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

کلمات تثلیث (Apostle's Creed) کی
نئی اورجدید تشریحات
عیسائی علماء کی تحریرات کی روشنی میں

سنو اب وقت توحیدِ اتم ہے ☆ ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے

(انور محمود خان ۔ لاس اینجلیز ۔ امریکہ)

(دوسری قسط)

آیئے اب اس عقیدہ کی بنیاد پر وضع کئے ہوئے دوسرے عقیدہ کا مطالعہ کریں کہ کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے یا نہیں؟ اس پر بے شمار محققین کی آراء اس سے قبل شائع کردہ مضمون بعنوان "کسر صلیب اور اہل دانش" میں شامل کی جا چکی ہیں۔ چند ایک مختصراً پیش ہیں:۔

صحائف قمران کی شہادت

۱۹۴۵ء کے اوائل میں وادئ قمران سے جو صحائف برآمد ہوئے ہیں ان کا تفصیلی مطالعہ جاری ہے اور بے شمار کتب اس ضمن میں لکھی جا چکی ہیں۔ سڈنی یونیورسٹی (آسٹریلیا) کی ایک پروفیسر ڈاکٹر باربرا تھیئرنگ جو ان صحائف کی زبان کی ماہر سمجھی جاتی ہیں اپنی کتاب "یسوع مسیح اور صحائف قمران کا معمہ" میں لکھتی ہیں:

"Jesus did not die on the cross. He recovered from the effects of the poison, was helped to escape from the tomb by friends, and stayed with them until he reached Rome, where he was present in A.D. 64"

(Apostle Creed Re-Examined. page5)

یعنی "مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زہر کے موذی اثر سے محفوظ رہے اور اپنے دوستوں کی مدد سے اس مقبرہ سے نکل آئے اور اپنے دوستوں کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ وہ روم پہنچے جہاں وہ ۶۴ء میں موجود تھے"۔

بائبل میں بیان کردہ طبّی شہادت

خون کا تیز رفتاری سے خارج ہونا طبّی اعتبار سے دل کے زندہ ہونے پر دلیل ہے۔ چنانچہ ذیل میں چند محققین کی آراء اس ضمن میں پیش کی جاتی ہیں:۔

☆......سوئیڈن کے طبّی محقق ڈاکٹر ہیوگوٹال (Dr.Hugo Toll) نے لکھا:

"if jesus had been dead, no blood would have come.

"اگر مسیح صلیب پر فوت ہو چکے ہوتے تو یقیناً خون کا اخراج ناممکنہ امر ہے"۔

☆......۱۹۰۷ء میں لاس اینجلیز سے ایک نمائندہ کا خط شائع ہوا جس میں صلیبی واقعہ کے ذکر کے ضمن میں لکھا گیا:

"To be sure of it (death), one of the soldiers stuck his spear with the body in such a manner that it passed over his hip and into his side. But from this magnificent wound flowed both blood and water, at which John wondered, and my own hope reviewed, for even John knew, from the knowledge of our brotherhood, that from a wound in a dead body flows nothing but a few drops of thickened blood, but now there flowed both water and blood."

(Apostle Creed Re-Examined. page6)

یعنی "(مسیح) کی یقینی موت کو ثابت کرنے کے لئے ان کے جسم کے ایک پہلو میں بھالا مارا گیا جو ان کے پہلو میں عقب سے داخل ہوا۔ لیکن اس عظیم الشان زخم سے لہو اور پانی بہنے لگا جس پر جان حیران ہوا اور میری امید بھی بڑھ گئی کیونکہ جان ہماری برادری کے تجربات سے جانتا تھا کہ مردہ جسم میں اگر زخم لگے تو کسی خون کا اخراج نہیں ہوتا صرف چند قطرے منجمد خون کے نکل سکتے ہیں مگر مسیح کے جسم سے لہو اور پانی تیزی سے خارج ہوا"۔

☆......ایچ سپنسر لوئس نے یہ تبصرہ پیش کیا:

"The blood flowing from the wounds proved that the body was not lifeless and so the cross was immediately taken down and his body removed from it. "

(Apostle Creed Re-Examined. page 6)

یعنی "زخموں سے خون کا بہاؤ واضح طور پر ثابت کرتا ہے کہ جسم ہرگز بے جان نہ تھا۔ چنانچہ صلیب فوراً اتار لی گئی اور مسیح کے جسم کو صلیب سے الگ کر دیا گیا"۔

☆......رابرٹ گریوز اور جاشوا پوڈرز نے ۱۹۵۷ء میں اپنا مقالہ پیش کیا جس میں وہ لکھتے ہیں:

"The consequent outflow of blood plus water proves that jesus was still alive then. His body conserved its heat in the tomb due to having been wrapped in the shroud, which they presume was heavily smeared with spikenard ointment" (Note: this is extracted from Deardorff's book Jesus in India, pages 144-45.)

یعنی بالآخر (مسیح) کے جسم سے خون اور پانی کا اخراج یہ ثابت کرتا ہے کہ مسیح اس وقت زندہ تھے ان کے جسم نے حرارت کو محفوظ کیا کیونکہ ان کا جسم غلاف میں لپٹا ہوا تھا اور یہ غلاف کثرت سے مرہم سے بھرا ہوا تھا"۔

☆......جے ڈی ایم ڈیرٹ نے ۱۹۸۲ء میں لکھا:

Professor J.D.M Derret, who taught law, history, theology and comparative religion in the medical service of British army, also detailed his survival hypotheses. He interpreted Mark 15:37,39 to read that jesus " breathed his last" as temporary cessation. He suggested that jesus actually fainted.

(Apostle Creed Re-Examined. page8)

"مرقس باب ۱۵ آیات ۳۷ تا ۳۹ میں "اس نے آخری سانس لیا" کے یہ معنی کئے ہیں کہ مسیح وقتی طور پر بیہوش ہو گئے تھے اور اسی غشی کی حالت میں تھے"۔

☆......ڈین فرار نے لکھا:

Jesus only seemed to have died.

"مسیح بظاہر ایسا لگا کہ وفات پا گئے ہیں حالانکہ وہ فوت نہیں ہوئے تھے"۔

☆......آندریا فیبر کائزر نے لکھا:

"If jesus had been dead, only thick drops of blood would have passed from the wound."

یعنی "اگر مسیح فوت شدہ ہوتے تو صرف چند گاڑھے خون کے قطرات ان کے جسم سے خارج ہوتے"۔

☆......ہولجر کرسٹن نے اپنی کتاب میں یہ تحریر کیا:

"the special emphasis so evidently put on testifying to the blood and water that flowed from jesus, side is actually intended to make it clear that jesus was still alive."

یعنی "بائبل میں اس بات کا خصوصی ذکر کہ مسیح کے جسم سے خون اور پانی خارج ہوا اس پر یہ دلیل ہے کہ مسیح اس وقت زندہ تھے اور یہی پیغام یہ عبارت دینا چاہتی تھی"۔

☆......ہیوشن فیلڈ نے یہ تبصرہ کیا:

"The reported emission of blood shows at least that life was still in him".*(Apostle Creed Re-Examined. page8)*

یعنی "اخراج خون کی رپورٹ سے کم از کم یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کا جسم ابھی زندہ تھا"۔

☆......ڈاکٹر ڈبلیو بی پرائم روز جو اسکاٹ لینڈ کے ایک نامور ڈاکٹر ہیں تحریر کرتے ہیں:

"Judged by purely medical evidence provided in the gospel accounts, it would appear that such evidence is not sufficient to pronounce (in the light of modern medical knowledge) with absolute certainty that jesus was actually dead when his body was removed from the cross. This may seem to be negative conclusion but it is of great importance in any interpretation of resurrection appearances."

(Apostle Creed Re-Examined. page10)

یعنی "بائبل کی جو معلومات ہم تک پہنچی ہیں موجودہ میڈیکل علم کی روشنی میں ہرگز یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح اس وقت یقینی طور پر فوت ہو چکے تھے جب ان کا جسم صلیب سے اتارا گیا۔ اگرچہ یہ منفی نتیجہ ہے جو اخذ کیا گیا لیکن یہ دوبارہ جی اٹھنے کے بعد مسیح کے ظہور کی نسبت بہت اہمیت کا حامل ہے"۔

☆......☆......☆......☆

حضرت مسیح واقعہ صلیب کے بعد گلیل سے گمشدہ قبائل کی تلاش میں کہاں تشریف لے گئے؟ اس بارے میں قرآن کریم نہایت واضح طور پر فرماتا ہے:

﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ﴾ (المومنون:۵۱)

اور ابن مریم کو اور اس کی ماں کو بھی ہم نے ایک نشان بنایا تھا اور ان دونوں کو ہم نے ایک مرتفع مقام کی طرف پناہ دی جو پُر امن اور چشموں والا تھا۔

ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ تین عیسائی محققین نے نہ صرف قرآن کریم کے اس بیان کی زوردار تصدیق کی بلکہ ایک نے تو یہاں تک کہا کہ قطعہ زمین بجز کشمیر یہ جگہ کہیں نہیں ملتی۔ ذیل میں اقتباسات ملاحظہ ہوں:

☆......ہولجر کرسٹن اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں رہے" میں یوں رقمطراز ہیں:

"The koran also does not neglect to provide an answer to the question of where Jesus went after the crucifixion: "We made the son of Mary and his mother a sign to mankind and gave them a shelter on a peaceful hillside watered by a fresh spring" (koran 23:51). How well this description of the place of refuge applies to kasmir is absolutely astonishing. In another translation, the place in the mountains is even called "a green valley".

(Apostle Creed Re-Examined. page12)

یعنی "قرآن کریم اس امر کو بیان کرنا فراموش نہیں کرتا کہ مسیح بعد واقعہ صلیب کہاں گئے۔ چنانچہ قرآن بیان کرتا ہے 'اور ہم نے مسیح ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچے مقام پر پناہ دی جو کہ پانی اور چشموں سے سیراب ہوئی ایک پرسکون وادی تھی'۔ (قرآن ۵۱:۲۳)۔ قرآن کریم کا بیان فرمودہ یہ نقشہ کس خوبصورتی سے کشمیر پر چسپاں ہوتا ہے ایک لاجواب حقیقت ہے۔ ایک دوسرے ترجمے میں اس وادی کا نام "سبز وادی" کیا گیا ہے۔

☆...... جیمس ڈیرڈارف کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

" There is a tradition preserved within the Quran that also is consistent with Mary, along with jesus, having made it as far as the mountainous regions of northern afghanistan and Pakisatn, if not kashmir. Surah 23:50 reads:

"And we made the son of Maryum [Mary] and his mother a sign, and we gave them a shelter on a lofty ground having meadows and springs.".

Although the context of the saying is not clear, nor what the sign may have been, it clearly does pertain to Isa (jesus) and implies a location well removed from Israel, which is not noted for lofty ground with meadows and springs. Thus it

implies an alpine scene experienced some time after the crucifixion."

(Apostle Creed Re-Examined. page12)

یعنی قرآن کریم میں ایک روایت محفوظ کی گئی ہے جو اس امر سے مطابقت رکھتی ہے کہ مسیح اور ان کی والدہ شمالی افغانستان اور پاکستان کے علاقے تک آئے چاہے وہ کشمیر نہ بھی آئے ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم سورۃ ۲۳ آیت ۵۱ میں لکھا ہے:

"اور ہم نے مسیح اور اس کی والدہ کو ایک نشان بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچے مقام پر پناہ دی جو کہ پانی اور چشموں سے سیراب ہوئی ایک پرسکون وادی تھی"۔

اسی طرح ڈاکٹر فدا حسین نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار اپنی تصنیف میں فرمایا۔

اگر تمام محققین جو دنیا بھر میں ان موضوعات پر تحقیقات کر رہے ہیں، ان سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے اور ان کی تحقیقات کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ تمام کے تمام اسی نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے قرآن سے استنباط فرمایا اور خدا تعالیٰ کی وحی سے اس کی مزید وضاحت کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب سکھایا کہ وفات مسیح میں حیاتِ اسلام ہے۔

☆......☆......☆......☆

ان دو عقائد کے بارہ میں اسلامی نظریہ

☆(الف)...... کیا گناہ فطرت انسانی میں ازل سے ودیعت کیا گیا؟ اس کے بارہ میں قرآن حکیم یہ رہنمائی کرتا ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ. ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ. اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ﴾

(سورۃ التین: ۵تا۷)

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔ پھر ہم نے اُسے نچلے درجے کی طرف لوٹنے والوں میں سب سے نیچے لوٹا دیا۔ سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ پس اُن کے لئے غیر منقطع اجر ہے۔

ان آیات میں فطرت انسانی کی اعلیٰ تخلیق اور جزاء و سزا کا فلسفہ کس خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

"اسلامی نکتہ نگاہ سے انسان فطرت صحیحہ پر پیدا کیا گیا ہے۔ جس میں یہ قابلیت ہے کہ وہ نیکی کی طرف میلان کرے۔ اس کے ساتھ ہی اس کو بڑی آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس راستے کو چاہے اختیار کرے۔ اس کو بے پناہ صلاحیتوں اور قوتوں سے نوازا گیا ہے اور ایک ناپیدا کنار اخلاقی ترقی کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس روحانی ترقی کے نتیجہ میں وہ اپنے آپ کو اس آئینے میں ملاحظہ کر سکتا ہے جہاں صفات الٰہیہ کا عکس نظر آتا ہے۔ لیکن اگر وہ خداداد صلاحیتوں کو غلط استعمال کرے تو وہ اس قدر پستی کی جانب گر سکتا ہے کہ درندوں سے بدتر حالت میں ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شیطان کا عکس بن جاتا ہے۔ مختصراً انسانی فطرت کو بے شمار قویٰ عطا کئے گئے ہیں اس اختیار کے ساتھ کہ وہ بھلا کرے یا برا کرے"۔

☆(ب)...... مسیح کی صلیبی موت کے بارہ میں قرآنی تردید:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ. ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاَحْکُمُ بَیْنَکُمْ فِیْمَا کُنْتُمْ فِیْہِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ (سورۃ آل عمران: ۵۶)

﴿وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ. وَمَاقَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ. وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ. مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ. وَمَاقَتَلُوْہُ یَقِیْنًا. بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ. وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا﴾ (النساء: ۱۵۸۔۱۵۹)

جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ! یقیناً میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور اپنی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں اور تجھے ان لوگوں سے نتھار کر الگ کرنے والا ہوں جو کافر ہوئے، اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالادست کرنے والا ہوں۔ پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے جس کے بعد میں تمہارے درمیان اُن باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ ابنِ مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے۔ اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ ان کے پاس اِس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔ اور وہ یقینی طور پر اسے قتل نہ کر سکے۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اس کا رفع کر لیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

بائبل کے مندرجہ ذیل حقائق اس قرآنی آیت کی تصدیق کرتے ہیں:۔

۱) خدا کے نبی ہونے کی حیثیت سے مسیح صلیب پر فوت نہیں ہو سکتے کیونکہ استثناء ۲۱: ۲۳ میں لکھا ہے کہ "جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ ملعون ہے"۔

۲) اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اس درد سے دعا کی کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ (مرقس ۱۴: ۳۶، متی ۲۶: ۳۹، لوقا ۲۲: ۴۲) اور اس کی دعا سنی گئی۔ (عبرانیوں ۵: ۷)

۳) اس نے یہ پیشگوئی کی کہ جس طرح یونس تین دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ ہی نکل آیا اسی طرح وہ بھی تین دن اس کھودے ہوئے سپلچر میں رہیں گے اور پھر زندہ ہی واپس نکل آئیں گے۔

۴) انہوں نے یہ بھی پیشگوئی کی کہ وہ دس گمشدہ قبائل اسرائیلی کو تلاش کریں گے۔ (یوحنا ۱۹: ۱۴)۔ مسیح کے زمانہ کے یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ ان کے دس قبائل مختلف علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ (یوحنا ۷: ۳۴۔۳۵)

۵) مسیح صرف تین گھنٹے صلیب پر رہے (یوحنا ۱۴: ۲۹) اور چونکہ وہ ایک صحت مند انسان تھے ہرگز اس قلیل عرصہ میں فوت نہیں ہو سکتے۔

۶) جونہی وہ صلیب سے اتارے گئے ان کے پہلو میں بھالا مارا گیا جس سے خون اور پانی خارج ہوا اور خون کا یہ بہنا بتلاتا ہے کہ وہ اس وقت زندہ تھے۔

۷) یہود خود مسیح کی وفات پر شبہ میں تھے اس لئے انہوں نے پیلاطوس سے یہ درخواست کی کہ ان کے سپلچر پر چوکیدار مقرر کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے حواری رات میں ان کی نعش چرائیں اور لوگوں میں یہ مشہور کر دیں کہ مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے۔ (متی ۲۷: ۶۴)

۸) انجیل میں ایک بھی عبارت ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ مسیح جب صلیب سے اتارے گئے وہ فوت ہو چکے تھے۔ یا وہ مردہ حالت میں اس سپلچر میں داخل ہوئے۔

اصل حقیقت یوں معلوم ہوتی ہے کہ پیلاطوس کی بیوی نے اپنے خواب کی بنا پر اس سے یہ کہا کہ اس معصوم آدمی کے ساتھ کچھ نہ کیا جائے۔ پیلاطوس یہ یقین رکھتا تھا کہ مسیح معصوم ہیں اور اسی بنا پر اس نے جوزف آف آرمتھیا کے ساتھ مل کر یہ پلان بنایا کہ مسیح محفوظ رہیں۔ جوزف اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے جس سے مسیح کا تعلق تھا اور جوزف اسی قبیلہ کے ایک باعزت فرد تھے۔ پیلاطوس نے مسیح کا مقدمہ جمعہ کے دن اسی لئے رکھا اور اس کو لمبا کر دیا تاکہ سبت کا وقت قریب تر ہو جائے کیونکہ سبت کے شروع ہونے سے قبل جملہ ملزمین کو صلیب سے اتارنا ضروری تھا۔ اس طور پر پیلاطوس نے یہ کارروائی کی کہ اس مختصر وقت میں کسی صحت مند انسان کی وفات ممکن نہیں۔ جب وہ مجبور ہو گیا کہ مسیح کو سزا دے تو اس نے اپنا فیصلہ سبت شروع ہونے سے صرف تین گھنٹے پہلے سنایا تھا کیونکہ اس قلیل عرصہ میں عام آدمی کی وفات ناممکن امر تھا۔ مزید برآں اس نے مسیح کو شراب اور مرھ دی تاکہ ان کے زخموں کے درد کی شدت میں کمی ہو۔ جب مسیح صلیب پر سے بیہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے تو جوزف نے ان کی نعش طلب کی جو پیلاطوس نے فوری طور پر انہیں دے دی۔ مسیح کے ساتھ صلیب پر دوسرے ملزمین بھی موجود تھے۔ مگر مسیح کی ٹانگیں نہیں توڑی گئیں۔ اور جوزف نے ان کو ایک بڑے کمرے میں رکھا۔ کوئی میڈیکل Autopsy نہیں کی گئی۔ کوئی Stethoscope سے ٹیسٹ نہیں کیا گیا۔

(ایچ اسپنسر لوئس *(Mystical Life of Jesus)*

۹) جوزف نے مسیح کے زخموں کی مرہم پٹی مرہم عیسیٰ کے ساتھ کی اور ان کی دیکھ بھال کی گئی۔ جوزف اور نکوڈیمس نے یہ دیکھ بھال کی۔ یہ دونوں ای سین کے قبیلہ کے نامور اشخاص تھے۔

۱۰) جب مسیح کے زخم مندمل ہو گئے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے ملاقات کی، ان کے ہمراہ کھانا کھایا اور یروشلم سے گلیل پیدل سفر کر کے گئے۔

☆......☆......☆......☆

عقیدہ
'کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے'
کا خلاصہ

روایتی عقیدہ

۱۔ آدم نے گناہ کیا اور اس طرح گناہ بنی نوع انسان میں منتقل ہو گیا۔

۲۔ مسیح صلیب پر فوت ہوئے۔

اس عقیدہ کے بارہ میں جدید نظریہ

۱۔ انسان فطرتاً پاک ہے اور گناہ بنی نوع انسان کی نسل میں جسمانی طور پر منتقل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے مشرق کی طرف سفر کیا اور کشمیر میں آئے اور یہیں ان کی وفات ہوئی۔

احمدیہ نقطۂ نظر

۱۔ انسان کی فطرت پاک اور بے گناہ ہے۔ گناہ پیدائش کے بعد انسان اپناتا ہے یا اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

۲۔ خدا تعالیٰ نے مسیح کو صلیب پر سے بچا لیا۔ وہ گمشدہ قبائل کی تلاش میں نکلے اور کشمیر تشریف لائے اور یہاں ۱۲۰ سال کی عمر میں طبعی طور پر فوت ہو گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواھشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 **FAX: 04504-202**

خطبہ جمعہ

تقویٰ کے حصول کے لئے یہ گُر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو

جب تم یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بدی اور بے حیائی سے بچ سکوگے

(آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رقیب کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۲/اخاء ۱۳۸۰ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

آج کا خطبہ خدا تعالیٰ کی صفت رقیب سے تعلق رکھتا ہے اور ابھی تو بہت سے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ہیں جن پر اور خطبات آنے والے ہیں مگر آج جہاں تک مَیں نے کوشش کی ہے اس خطاب کو مختصر کیا ہے لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ وقت تو بہر حال لگے گا۔ پہلی بات تو مَیں سب سے پہلے تلاوت کرتا ہوں اس آیت کی:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾۔(النساء:۲)

یہ وہ آیت کریمہ ہے جو نکاح کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ اور آیات میں سے ایک یہ آیت ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔

اب اس آیتِ کریمہ میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک ہی جان سے پیدا کیا۔ ابتدائے آفرینش کی بات ہے جس کا قرآن کریم یہاں ذکر فرما رہا ہے۔ حقیقت میں پہلے ایک ہی جان ہوا کرتی تھی اور کسی قسم کا سیکس (Sex) کی ڈویژن کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ جان رفتہ رفتہ دو حصوں میں بٹا کرتی تھی پھر بٹتے بٹتے چھوٹی ہو جاتی تھی اور اسی طرح سلسلہ جاری رہتا تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اسی میں سے، یہ ایک عظیم احسان ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس میں سے چھوٹا سا جانور الگ کرنے کا نظام بنایا۔ تو ہر جاندار جو تھا وہ پانی میں اپنی ایک چھوٹی سے مثل پھینک دیا کرتا تھا۔ اور پانی میں ہی وہ دونوں جو دوسرے جوڑے کے مثل سے نکلا کرتا تھا، دونوں مل کر پھر ایک جان بن جایا کرتے تھے تو اس طرح ابتدائے آفرینش سے لے کر آخرت تک جو بھی نظام جاری ہوا ہے اس کا سارا ذکر فرما دیا گیا ہے۔

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ یہ فرمایا ہے کہ آدم سے پہلے جوڑے بن چکے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ صرف آدم ہی پہلا انسان تھا۔ اس سے پہلے جوڑے بن چکے تھے۔ ﴿وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾۔ تو ان جوڑوں سے کثرت سے اللہ تعالیٰ نے مرد بھی پیدا کئے اور مؤنث بھی پیدا کئے۔ تو آدم سے پہلے جوڑے بننے شروع ہو چکے تھے۔ اور یہ جاہلانہ خیال جو علماء کا ہے کہ حضرت آدم پہلے انسان تھے جن سے آگے بچے پیدا ہوئے اور یہ خیال کہ حضرت حوا، آدم کی پسلی سے پیدا ہوئیں یہ سب باطل خیالات ہیں اور قرآن کریم ان سب کی یکسر نفی فرما رہا ہے۔

آخر پر آتا ہے ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس کے نام کے حوالے دے کر تم اس سے سوال کرتے ہو ﴿وَالْاَرْحَامَ﴾ اور خصوصیت سے رحمی رشتوں کا خیال کرو۔ جو نہایت افسوس کی بات ہے وہ یہ ہے کہ آج کل کثرت کے ساتھ رحمی رشتوں کے متعلق شکایتیں ملتی ہیں کہ ان کا خیال نہیں رکھا جاتا اور اس کے نتیجہ میں بہت سے عائلی جھگڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ رحمی رشتوں میں یاد رکھنا چاہئے کہ بیوی کو ایک نیا سُسر ملتا ہے جو باپ کی طرح ہونا چاہئے اور اسی طرح خاوند کو ایک ساس ملتی ہے جو ماں کی طرح ہونی چاہئے۔ تو دونوں طرف اگر یہی تعلق ہو تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی خانگی مسائل پیدا نہیں ہوتے۔ لیکن ان چیزوں کے فقدان کی وجہ سے، قرآن کریم کی جو پہلی نصیحت ہے میاں بیوی کے نکاح کے وقت اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں، سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور میری ڈاک بھی روزانہ ایسے مسائل سے بھری ہوتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ رحمی رشتوں کا خیال نہیں رکھا جا رہا۔

آخر پر ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ تم یہ خیال نہ کرو کہ تم پر کوئی نگران نہیں ہے اللہ تعالیٰ تم پر رقیب ہے۔ اب رقیب کا لفظ جو ہے اس کو لغت کے لحاظ سے حل کرنا چاہئے کہ کن معنوں میں آتا ہے۔ رقب کا ایک معنیٰ گھات میں بیٹھنا، کسی کے انتظار میں گھات لگا کر بیٹھنا۔ تو انسان کو بھی اس بات سے خوف رکھنا چاہئے کہ اس کی بھی کوئی گھات لگا کر بیٹھا ہوا ہے بالآخر وہ اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔

دوسرا معنیٰ رقیب کا اَلْحَافِظُ الَّذِيْ لَا يَغِيْبُ عَنْهُ شَيْءٌ۔ ایسا محافظ جس سے کوئی چیز غائب نہیں ہوتی۔ ہر وقت جانتا ہے کہ کونسا خطرہ اس کو در پیش ہے۔ اور اس کے مطابق وہ اس خطرہ سے پہلے ہی آگاہ ہو کر اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ رَقَبَ کے معنیٰ احتیاط کے بھی ہیں۔ اَلتَّرَقُّبُ: اَلْاِنْتِظَارُ وَتَوَقُّعُ الشَّيْءِ کسی چیز کی امید کے ساتھ اس کا انتظار کرنا بھی تَرَقُّبْ کے معنوں میں ہے۔ رَقِيْبُ الْقَوْمِ: حَارِسُهُمْ۔ رَقِيْبُ الْقَوْمِ کا مطلب ہے ان کا محافظ۔ یہ سارے معانی مفردات امام راغب اور لسان العرب سے لئے گئے ہیں۔ اور اقرب الموارد میں مختصر یہ ہے کہ رقیب کے معنے حفاظت کرنے والا، انتظار کرنے والا اور نگہبانی کرنے والا ہے۔ اس میں تینوں معانی اکٹھے بیان کر دئے گئے ہیں۔

اب ایک حدیث ہے بخاری شریف کی کتاب المناقب میں۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ۔ یعنی محمد ﷺ کی اہل وعیال کے ساتھ حفاظت کرو۔ اپنے اہل وعیال ان پر قربان کر کے ان کی حفاظت کرو اور ان کے اہل وعیال کی بھی حفاظت کرو۔ تو یہ صحیح معنے ہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائے ہیں۔

ایک مسند احمد بن حنبل مسند الانصار میں روایت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ایسی حفاظت میسر تھی جو کسی اور کو حاصل نہ تھی۔ (مسند احمد بن حنبل ، مسند الانصار)۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے نیچے تھے اور کسی کو اس شان کی حفاظت نہیں ملی جیسی کہ آنحضرت ﷺ کو ملی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کو سات اعلیٰ حسب ونسب والے ساتھی دئے گئے۔ اب اس کی تفصیل ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کون سے سات تھے اور کیسے وہ دئے گئے لیکن اتنا علم ہے کہ ضرور حسب نسب والے بعض ایسے مددگار اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے تھے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اس کی نصرت فرمایا کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چودہ ایسے مددگار اور محافظت کرنے والے عطا فرمائے ہیں۔ جب پوچھا گیا حضرت علیؓ سے کہ وہ چودہ کون تھے تو حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اب یہ حدیث ان

معنوں میں حدیث تو نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو۔ یہ اثر کہلاتی ہے۔ یعنی حضرت علیؓ نے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ میں ایک تھا اور میرے دونوں بیٹے جعفر پھر حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود۔ (ترمذی، ابواب مناقب بیت النبی ﷺ)

اب ایک لمبی حدیث ہے عکرمہ بن عمار سے اس کا میں ترجمہ آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

عکرمہ بن عمار روایت کرتے ہیں کہ مجھے ضَمضَم بن جوس نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کی آپس میں مؤاخات تھی۔ ان میں سے ایک گناہ میں مبتلا رہتا اور دوسرا عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ عبادت گزار، گنہگار کو ہمیشہ گناہ میں مبتلا پاتا تو اسے کہتا گناہ چھوڑ دو۔ ایک روز اُس نے اُسے ایک گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو اُس سے کہا کہ یہ برا کام چھوڑ دو۔ اس پر اُس نے کہا: میرا معاملہ میرے ربّ پر چھوڑ دو۔ کیا تم مجھ پر رقیب بنا کر مبعوث کئے گئے ہو؟ اس پر اس عابد نے کہا اللہ کی قسم۔ وہ تجھے نہیں بخشے گا، یا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ ان دونوں کی ارواح قبض کی گئیں اور وہ ربّ العالمین کے حضور اکٹھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس مجتہد سے کہا: کیا تم میرے بارہ میں جانتے تھے (کہ میں کیا کرنے والا ہوں)۔ یا یہ فرمایا کہ کیا تم اس پر قادر ہو جو میرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ پھر اس گنہگار سے فرمایا کہ جا جنت میں میری رحمت کے سہارے داخل ہو جا اور دوسرے کے متعلق فرمایا کہ فرشتے اس کو دوزخ میں ڈال دیں۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب)

تو اس سے جو نصیحت ملتی ہے خاص طور پر وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مغفرت کے متعلق کوئی جھوٹا دعویٰ نہیں کرنا چاہئے کہ فلاں کو بخشے گا اور فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اللہ چاہے تو بڑے سے بڑے گنہگار کو بھی بخش دیتا ہے اور یہی قرآن کریم میں بھی آتا ہے کہ اس کی مغفرت جو ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو نہیں بخشے گا یہ بالکل ظلم ہے اور اپنی جان پر ظلم کرنے والی بات ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی جو قدرتیں ہیں ان کو اپنے ہاتھ میں لینے والا قصہ بن جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی قدرت خدا ہی کے ہاتھ میں اچھی ہے وہ بندہ اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا اور اس کے نتیجہ میں جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہوا ہے ایک بظاہر جہنمی جنتی بن گیا اور ایک بظاہر جنتی جہنمی بن گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے خدا کے نبی میں سفر پر جانا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کب؟ اس نے جواب دیا: کل انشاء اللہ۔ اس پر آپؐ اس کے پاس آئے، اس کا ہاتھ تھاما اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں، اللہ تعالیٰ تمہیں تقویٰ کا زادِ راہ عطا کرے، تمہارے گناہ معاف کرے اور تم جدھر اور جہاں کا بھی رخ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں خیر کی طرف لے جائے"۔ (سنن الدارمی کتاب الاستئذان)

یہ جو دعائیں ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دراصل اس انسان کو ضرور کوئی خطرے درپیش ہوں گے جو رسول اللہ کی دعا سے ٹل گئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی حضرت مولوی راجیکی صاحبؓ کی روایت کے مطابق آپؑ نے جاتی دفعہ خصوصیت سے کہا کہ اللہ کی حفاظت میں، خدا حافظ و ناصر ہو۔ راستہ میں سانپوں نے آپ پر بار بار حملے کئے اور ہر حملہ سے آپ بچتے چلے گئے۔ اور انہوں نے پھر بعد میں بیان دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو خاص طور پر مجھے کہا تھا کہ اللہ تمہاری حفاظت کرے وہ کوئی معمولی بات نہیں تھی اسی کا اثر ہے کہ میں ان حملوں سے بچتا چلا گیا۔

علامہ فخرالدین رازی سورۃ النساء کی آیت ﴿اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اَلرَّقِیۡب سے مراد ایسا محافظ ہے جو تیرے تمام افعال کی نگرانی کرے اور اسی لفظ سے اللہ تعالیٰ کی صفت رقیب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رقیب بتا کر یہ بیان کیا ہے کہ وہ بھیدوں کو اور مخفی امور کو جانتا ہے۔ جب یہ صورت ہو تو ضروری ہے کہ اس ذات باری سے انسان اپنے اعمال کے کرنے یا نہ کرنے کے بارہ میں احتیاط رکھے اور اس کا خوف مد نظر رکھے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا﴾ جب تم یہ لحاظ رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دور پھینک دیتی ہے بچ سکو گے۔ دیکھو کسی عظیم الشان انسان کے سامنے انسان بدی کے ارتکاب کا حوصلہ نہیں کر سکتا۔ ہر ایک بدی کرنے والا اپنی بدی کو مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ کو رقیب اور بصیر مانے گا اور اس پر سچا ایمان لائے گا تو پھر ایسے ارتکاب سے بچ جائے گا۔ غرض تقویٰ ایسی نعمت ہے کہ متقی ذریت طیبہ پالیتا ہے"۔

(الحکم ۳۱/اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴،۱۵)

اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث یاد آ جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا مومن جب تک گناہ کی حالت میں ہے اس وقت تک مومن نہیں رہتا اور اس کے بعد پھر وہ ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے۔ تو یہ بہت ہی گہرا معرفت کا نکتہ ہے یعنی سب لوگ دراصل گناہ کے وقت خدا تعالیٰ کو غائب سمجھ رہے ہوتے ہیں ورنہ کبھی جرأت نہ ہو گناہ کی۔ جب گناہ کر چکتے ہیں تو پھر یاد آتا ہے کہ اوہو غلطی ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت مومن نہیں رہتا لیکن گناہ کے بعد پھر مومن ہو جاتا ہے۔ یہ کہ ہمیشہ کے لئے اس کا ایمان جاتا رہے یہ غلط ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک اور قول ہے:

"تقویٰ کے حصول کے لئے یہ گُر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا﴾۔ جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے۔ تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دُور پھینک دیتی ہے بچو گے"۔

(اخبار بدر قادیان ۵/مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

اب سورۃ المائدہ کی ایک آیت ہے جس میں رقیب لفظ کا استعمال ہوا ہے۔ ﴿مَا قُلۡتُ لَہُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِیۡ بِہٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ ۚ وَ کُنۡتُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡہِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ اَنۡتَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ﴾ میں نے تو انہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر نگران تھا جب تک میں ان میں رہا۔ پس جب تو نے مجھے وفات دے دی فقط ایک تو ہی ان پر نگران رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

حضرت ابن عباس اس کے متعلق روایت کرتے ہیں بخاری کتاب التفسیر میں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک روز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔ اب ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جانا یہ اس لئے ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے تقویٰ اختیار کیا تھا اور جب آپ کو کہا گیا کہ مسلم ہو جاؤ تو اللہ کے حضور یہ عرض کیا کہ میں تو پہلے ہی مسلمان ہوں۔ تو ابراہیم کو لباس پہنانا ایک محاورہ کے طور پر استعمال ہوا ہے جو تقویٰ کا لباس ہے۔ تو چونکہ آپ تقویٰ کا لباس پہننے والے تھے اس لئے آپ کو یہ لباس پہنایا گیا مگر اس میں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نعوذ باللہ من ذالک آنحضرت ﷺ سے پہلے ابراہیم کو یہ تقویٰ کا لباس پہنایا گیا اس لئے اس چیز کو دل تسلیم نہیں کرتا۔ اس میں کوئی حکمت پوشیدہ ہے جو یہ بیان فرمایا گیا ہے۔ مگر یہ بہر حال ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے ابراہیم کو تقویٰ کا لباس پہنایا جائے۔

ایک دوسری حدیث شریف میں یہ آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اٹھوں گا قیامت کے دن تو سب سے پہلے مجھے موسیٰؑ دکھائی دے گا جس کو ایک دفعہ غش آئی تھی اور بیہوش ہو گیا تھا۔ وہ دوبارہ اٹھے گا۔ تو آپس میں یہ جو تضاد ہے یہ چھان بین کا تقاضا کرتا ہے۔ ایسے تضادات کی صورت میں سیدھی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی طرف جاؤ اور قرآن کریم نے جو بیان کیا ہے وہی سب سے اچھا ہے کہ آنحضرت ﷺ سب متقیوں سے بڑھ کر متقی تھے۔

ایک روایت ہے ابن عباس کی کہ آنحضرت ﷺ نے ایک روز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا۔ اس کا دوسرا حصہ ہے: "خبردار میری امت کے بعض لوگوں کو لایا جائے گا اور انہیں بائیں طرف لے جایا جا رہا ہو گا۔ اس پر میں عرض کروں گا یا ربّ! یہ تو میرے صحابی ہیں۔ اس پر کہا جائے گا کہ تُو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا نئی

باتیں ایجاد کرلی تھیں۔ تب میں بھی اسی طرح کہوں گا جیسے ایک صالح بندے نے کہا کہ میں تو جب تک ان پر نگران تھا وہ ایسے نہیں تھے۔ جب تُو نے مجھے اٹھالیا، واپس بلا لیا تو اے خدا پھر تُو ہی ان پر نگران تھا۔ تُو نے جب مجھے وفات دے دی تو پھر میں ان پر نگران نہیں رہا۔

(بخاری کتاب التفسیر)

یہ وہ حدیث ہے جس پر بنا کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استنباط فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھالئے گئے ہیں اور اب دوبارہ واپس نہیں آئیں گے کیونکہ جب انہوں نے نگرانی چھوڑ دی تو پھر یہ نہیں کہہ سکتے کہ دوبارہ آئے اور ان کو پتہ بھی لگ گیا کہ کیا واقعہ ہوا ہے اور اس کے باوجود خدا سے کہیں کہ پھر مجھے پتہ نہیں کیا ہوا۔

اس تفصیل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح علیہ السلام نے آیت ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي﴾ میں صاف صاف اپنا اظہار دے دیا ہے کہ میں ہمیشہ کے لئے دنیا سے اٹھایا گیا کیونکہ ان کا یہ کہنا کہ جب مجھے وفات دی گئی تو پھر اے میرے رب! میرے بعد تو میری اُمّت کا نگہبان تھا، صاف شہادت دے رہا ہے کہ وہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے وفات پا گئے کیونکہ اگر ان کا دنیا میں پھر آنا مقدر ہوتا تو وہ ضرور ان دونوں واقعات کا ذکر کرتے اور نزول کے بعد کی تبلیغ کا بھی بیان فرماتے نہ یہ کہ صرف اپنی وفات کا ذکر کرکے پھر بعد اپنے خدا تعالیٰ کو قیامت تک نگہبان ٹھہراتے"۔(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ د حاشیہ در حاشیہ)

اسی مضمون کی ایک اور کشتی نوح میں عبارت ہے:

"اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اُس کو خدا جانتے تھے اور صلیب کو توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۸ حاشیہ)

یہ جو روایت ہے یہ ساری احادیث کے نہ سمجھنے کے نتیجہ میں علماء نے اس کو ظاہر پر محمول کر لیا ہے حالانکہ یہ جو روایت ہے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام عِلْمٌ لِلسَّاعَة ہیں قیامت کے آنے سے پہلے کی نشانی یعنی عظیم الشان انقلاب سے پہلے کی نشانی۔ وہ جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو جسم عنصری کے ساتھ دوبارہ نہیں آئیں گے، ان کا کوئی مثیل آئے گا اور وہ ان سب حالات کو دیکھے گا اور اس کے باوجود عیسائیوں میں جو کفر پھیلا ہوا ہے اور جو صلیب کے پجاری ہیں ان کی صلیب کو وہ توڑے گا یعنی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مراد حضرت عیسیٰ کا یعنی مسیح کا مثیل ہے جو صلیب توڑے گا اور دجال کو قتل کرے گا اور سؤر کو قتل کرے گا۔ تو یہ سارے روحانی مجازات ہوتے ہیں، ان کا ظاہری معنی لینا یہ غلط بات ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اگر توفیق عطا فرمائے تو ان مجازات کی گہرائی میں اتر کر ان پر غور کرتے رہنا چاہئے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بہت سی نئی باتیں عطا فرماتا ہے۔

جب بھی انسان کو شک ہو کسی بات میں اور علم نہ ہو تو فوری طور پر مفسرین وغیرہ کی تلاش نہیں کرنی چاہئے کہ انہوں نے کیا کہا ہے۔ میرا تو یہ ہمیشہ سے اسلوب رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہوں کہ تو بہتر جانتا ہے تو اس شک کو دور فرمادے اور جو حقیقت ہے وہ ظاہر کردے۔ اس کے نتیجہ میں بلاشبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حقیقت کو ظاہر فرمادیتا ہے۔

اب سورۃ ھود کی ایک آیت ہے ﴿وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَّارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ﴾ (سورۃ ھود: ۹۴) کہ اے میری قوم تم اپنی جگہ جو کچھ کرسکتے ہو کرتے رہو یقیناً میں بھی کچھ کرتا ہوں گا۔ عنقریب تم جان لوگے کہ کسے وہ عذاب آلے گا جو اسے رسوا کردے گا اور تم جان لوگے کہ کون ہے وہ جو جھوٹا ہے۔ اور نظر رکھو یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ نظر رکھنے والا ہوں۔ یہاں ﴿اِرْتَقِبُوْا﴾ کے معنے نظر رکھنے کے ہیں یعنی نظر رکھو کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔

حضرت علامہ فخر الدین رازیؒ بیان فرماتے ہیں: ﴿وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ﴾ کی تفسیر میں اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اس کی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ اس کا رقیب یعنی منتظر ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"﴿اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ﴾ کہ اگر تم لوگوں پر میرا سچا ہونا مشتبہ ہے تو تم بھی اپنی اپنی جگہ عمل کرو، میں بھی کرتا ہوں۔ انجام پر دیکھ لینا کہ خدا کی تائید اور نصرت کس کے شامل حال ہے۔ جو امر خدا کی طرف سے ہوگا وہ بہرحال غالب ہو کر رہے گا"۔

(البدر جلد ۴ نمبر ۶ بتاریخ ۱۸/ فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

اب سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ. وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾۔ اس کے بعد تیرے لئے عورتیں جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ ان بیویوں کے بدلہ میں اور بیویاں کرلے خواہ ان کا حسن تجھے پسند ہی کیوں نہ آئے۔ مگر وہ (مستثنیٰ ہیں) جو تیرے زیر نگیں ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔

اس میں خاص طور پر یہ قابل توجہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اوپر جو یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ بڑھاپے کے وقت نازل ہوئی ہے۔ اور بہت سے مستشرقین نے بھی یہ اعلان کیا ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی ذاتی جنسی خواہش ہرگز مراد نہیں لی جاسکتی کیونکہ اس وقت تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ عطا ہونا تھا عطا ہو چکا تھا اور آپؐ کو کوئی مزید خواہش نہیں تھی بلکہ بوجھ پڑنا چاہئے تھا طبیعت پر اگر اس عمر میں شادی کا حکم ہوتا۔

تو بعض مفسرین نے جو غلط ترجمے کئے ہیں ان کو اس سے نصیحت پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ اب وقت نہیں رہا کہ تم مزید بیویاں کرو یا بعض بیویوں کو تبدیل کرلو خواہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے۔ پس حسن کا پسند آنا اگر نفسانی خواہش ساتھ شامل نہ ہو، یہ گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ خواہ تجھے ان کا حسن پسند آئے۔ تو اگر حسن پہ صاف اور پاکیزہ نگاہ ڈالی جائے اور وہ اچھا لگے تو یہ ہرگز کوئی گناہ نہیں لیکن اگر اس کو بدنظری سے دیکھا جائے تو یہ گناہ ہے۔

اب سورۃ قٓ آیت نمبر ۱۷ تا ۱۹: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ. وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ. اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ. مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾۔ اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے: یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں کہ اس کا نفس اسے کیسے کیسے وساوس میں ڈالتا ہے اور ہم اس سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جب باتیں پکڑنے والے دو فرشتے دائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے باتیں پکڑتے ہیں۔ وہ کوئی بات نہیں کہتا مگر اس کے پاس ہی اس کا ہمہ وقت مستعد نگران ہوتا ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ:

"ایک دن صبح کے وقت اچانک ایک انگریز پولیس سپرنٹنڈنٹ کی وردی پہنے ہوئے قادیان پہنچا اور کہا کہ میں گورداسپور کا سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوں اور مرزا صاحب سے ملنے کے لئے آیا ہوں"۔ اب یہاں تعلق اس روایت کا اس رقیب والی بات سے یہ ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رقیب تھا اس نے ایسی حفاظت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ وہ سپرنٹنڈنٹ اپنے مقصد میں ناکام ہوکر، ششدر ہوکر واپس لوٹا ہے۔ تو روایت یہ ہے کہ وہ اپنی پوری وردی میں لیس قادیان پہنچا اور کہا کہ میں گورداسپور کا سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوں اور مرزا صاحب سے ملنے کے لئے آیا ہوں۔

"اُس وقت مطب اور پریس کی عمارت بن چکی تھی اور جہاں اب مہمان خانہ ہے یہاں بھی عمارت بنی ہوئی تھی۔ لیکن ان دونوں مکانوں کے درمیان کوئی عمارت نہ تھی۔ صرف ایک چبوترہ سا شہر کی پرانی فصیل کی جگہ پر درست کردیا گیا تھا۔ اسی چبوترہ پر اُسے کرسی پر بٹھایا گیا اور ایک دوسری کرسی حضرت صاحب کے واسطے رکھی گئی۔ اطلاع ہونے پر حضورؑ باہر تشریف لائے۔ جیسا کہ حضورؑ کی ہمیشہ عادت تھی عصا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اور اُس کرسی پر آکر بیٹھے۔ اُس انگریز نے کہا کہ میں آپؑ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا پوچھئے۔ تب اُس نے ایک پاکٹ بُک اپنی جیب سے نکالی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ نہایت احتیاط کے ساتھ اُس کا ایک ایک ورق وہ الٹاتا تھا۔ گویا وہ اُن سوالات کی تلاش کرتا تھا جو اُس نے پوچھنے تھے اور اُس پاکٹ بُک میں لکھے ہوئے تھے۔ وہ ساری نوٹ بُک اُس نے دیکھی اور پھر دوسری طرف سے شروع کرکے اوّل تک دیکھی۔ پھر اُس کو بند کرکے بغیر کسی سوال کرنے کے جیب میں ڈال لیا اور کھڑا ہوگیا۔ اور کہا کہ اِس وقت تو وہ سوال نہیں ملتے۔ اچھا

سلام۔ مَیں پھر کبھی آؤں گا۔ اور واپس چلا گیا اور پھر کبھی نہیں آیا"۔

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔صفحہ ۲۱۔۲۲)

تو یہ اللہ تعالیٰ کی شان رقیبی ہے کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت فرمائی اور اس نے پتہ نہیں کیا شریروں والے مفسدانہ سوال کرنے تھے اس کو کچھ نظر ہی نہیں آیا۔

اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ ضرورت تھی حوالہ کی تو وہ حوالہ ملتا نہیں تھا۔ علماء بیٹھے ہوئے تلاش کر رہے تھے اور سامنے مولوی بیٹھا مطالبے کر رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ورق گردانی شروع کی اور ایک صفحہ پر پہنچ کے وہی حوالہ پیش کر دیا۔ سب حیران رہ گئے، علماء بھی، کہ یہ کیسا واقعہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آناً فاناً وہ حوالہ مل گیا۔ لیکن جب بعد میں پتہ کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ مَیں جب صفحے الٹ رہا تھا تو سارے صفحے سفید تھے، خالی، کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ جب ورق گردانی کرتے ہوئے اس حوالہ پر پہنچا تو وہ حوالہ سامنے آ گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رقیب ہونے کا بھی ثبوت دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مومن کو چاہئے کہ ہر ایک چیز سے کوئی نہ کوئی نصیحت حاصل کرے۔ اب گراموفون کو محض تفریح کا ذریعہ سمجھا گیا ہے۔ انسان غور کرے تو اس کے لئے عبرت کا موجب ہے۔ جس طرح ایک شخص کی آواز اس میں بند ہوتی ہے اور پھر اس کے تمام انداز محفوظ ہو جاتے ہیں اور عام مجالس میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح اگر انسان یہ یقین رکھے کہ جو کچھ وہ بولے گا اس کا ریکارڈ بھرنے والے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ کے ماتحت پاس ہی موجود ہوتے ہیں"۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۴صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

یہ جو استنباط فرمایا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے یہ امر واقعہ ہے کہ جس طرح چیزیں ریکارڈ کی جاتی ہیں اور وہ جتنی دیر بھی گزر جائے وہ مٹ کے ہلکی ہو جائیں گی مگر کلیۃً نہیں مٹا کرتیں تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی ریکارڈ کا ایک نظام جاری کیا ہے اور وہ ریکارڈ ہمیشہ قائم رہتا ہے لیکن انسانی ریکارڈوں کی طرح مٹتا اور مدھم نہیں ہوتا بلکہ اسی طرح رہتا ہے جیسا کہ ہے اور یہ ریکارڈ جلد میں بھی ہوتا ہے۔ پہلے بظاہر صاحب علم لوگ اعتراض کیا کرتے تھے کہ قرآن نے فرمایا ہے جلدیں، انسانی جلدیں اس کے خلاف گواہی دیں گی تو لوگ جاہل ہنسا کرتے تھے کہ جلد نے کیا گواہی دینی ہے۔ لیکن اب سائنس دانوں نے کلیۃً تحقیق کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ جلد کے ہر ذرّہ میں، ہر سیل (Cell) میں اس کے سارے جسم کا ریکارڈ موجود ہے، اس کی تمام حرکتوں کا ریکارڈ موجود ہے اور اب وہ جسم سے، جلد سے، ایک ذرہ لے کر پھر ریکارڈ بناتے ہیں۔ ان کا خیال ہے، سائنس دانوں کا، کہ ڈائنا سور کی جلد اگر مل جائے تو اس سے پورا ڈائناسور دوبارہ بنایا جا سکتا ہے۔ تو یہ عجیب اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ جلد کو فرمایا کہ وہ بھی بولے گی جب وقت آئے گا اور تمہیں بتائے گی کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

نیز "مکتوبات احمد" میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ دنیا اور اس کی لذتوں میں چھوڑ دئے جائیں گے اور حَاقّہ (یعنی ہو کر رہنے والی ساعت) اور اس کی جزا کی طرف نہیں لے جائے جائیں گے، اور نہ ہی مفسدوں کی طرح پکڑے جائیں گے؟ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ان کا نگران یعنی رقیب انہیں دیکھ نہیں رہا۔ اور وہ ان کے حساب لینے والے کی نظروں کے سامنے نہیں؟"

اب سورۃ الانعام کی آیت ۱۵۹ ہے ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلاَّ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ.يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا . قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ﴾۔ یہاں رقیب بمعنی منتظر کے ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: کیا وہ اس کے سوا بھی کوئی انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرا ربّ آجائے یا تیرے ربّ کے بعض نشانات آئیں۔ (مگر) اس دن جب تیرے ربّ کے بعض نشانات ظاہر ہوں گے کسی ایسی جان کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لائی ہو یا اپنے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کما چکی ہو۔ تو کہہ دے کہ انتظار کرو یقیناً ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ یہاں رقیب بمعنی منتظر کے ہے۔

اب سورۃ یونس کی ۲۱ویں آیت ﴿وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ لَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِنْ رَبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴾۔ ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر اس کے ربّ کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہیں اتاری جاتی؟۔ اب یہ اعتراض ہمیشہ سے نبیوں پر کیا جاتا ہے حالانکہ آیات اترتی ہیں لیکن وہ دیکھنے کے باوجود انکار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ یہ سوال دہراتے چلے جاتے ہیں احمقوں کی طرح کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہیں اتاری جاتی۔ تو کہہ دے کہ یقیناً غیب (پر تسلط) اللہ ہی کا ہے۔ پس انتظار کرو، یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشان تائید دین کا نازل نہ ہوا۔ سو ان کو کہہ کہ علم غیب خدا کا خاصہ ہے۔ پس تم نشان کے منتظر رہو مَیں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں"۔ (براہین احمدیہ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۳۰۔حاشیہ نمبر ۱۱ طبع اول)

اب سورۃ یونس کی آیت ایک سو تین۔ ﴿فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ﴾۔ پس کیا وہ انتظار کر رہے ہیں مگر اسی قسم کے دور کا جیسا ان لوگوں پر آیا جو ان سے پہلے گزرے۔ تُو کہہ دے کہ انتظار کرتے رہو یقیناً مَیں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ یہاں، انتظار کرنے والوں میں تمہارے ساتھ ہوں، میں یہ حکمت ہے کہ جب نبی انتظار کرتا ہے کسی بات کی تو اچھی بات جو اس کو بتائی گئی ہے اس کا انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ اور دشمن یہ انتظار کرتا ہے کہ اس پر کوئی بلا نازل ہو گی تو دونوں انتظار کرتے رہتے ہیں اور آخر نبی کی امید ہی سچی نکلتی ہے اور دشمن پر بلا نازل ہو جاتی ہے اور نبی کو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق کامران کرتا ہے۔

اب سورۃ ھود آیت نمبر ۱۲۲۔۱۲۳ ﴿ وَقُلْ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ . وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ﴾ یہ بھی پہلی آیات کی طرح یہ دونوں آیات اسی مضمون کو بیان کرتی ہیں۔ ﴿قُلْ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُم﴾ اے ھود تُو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اپنی اپنی جگہ جو تم کام کر سکتے ہو کرتے رہو ﴿ اِنَّا عٰمِلُوْنَ﴾ ہم بھی کچھ کرتے رہیں گے۔ یہاں ﴿ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴾ سے مراد دو ہو سکتے ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ہم بھی کچھ کرتے رہیں گے۔ دوسرے جمع کے صیغہ میں اس لئے آیا ہے کہ انبیاء کے ساتھی جو ہیں وہ سارے بھی منتظر رہتے ہیں تو وہ ان معنوں میں اپنے لئے جمع کا لفظ بولتے ہیں۔ ﴿ وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ﴾ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہیں آخر دیکھ لو گے کہ سچی بات کس کی نکلتی ہے۔

اب سورۃ السجدہ کی آیت ہے ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَاالْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ فتح آخر کب ہو گی۔ اگر تم سچے ہو تو یہ فتح آنی چاہئے۔ ﴿قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ﴾ کہ جب فتح ظاہر ہو جائے گی تو پھر جن لوگوں کو ایمان نہیں ہے وہ فتح ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی کیونکہ فتح کو دیکھ کر پھر وہ اسلام قبول کرنا شروع کر دیں تو یہ اور بات ہے اور ابھی اسلام کا

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik) جدید ترین تعلیم کا بہترین موقع

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

اب اپنے تعلیمی اخراجات Arbeitsamts سے دلوائیں

مزید معلومات کے لئے ہمارے دفاتر سے رجوع کریں

فرانکفورٹ اور اس کے گردونواح میں رہنے والے احباب کے لئے خصوصی سہولت۔ آپ ہمارے بیت السبوح کے ساتھ ملحقہ دفتر سے تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں

Ask Consultants

Bertaung. Finanzdienstleistungen & Immobiliengesellschaft

حکومت جرمنی ذاتی مکان خریدنے والوں کی ۱۰۰،۰۰۰ مارک اور زائد رقم سے مدد کرتی ہے۔ آپ بھی یہ مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ ذاتی مکان خریدنے، بنانے نیز قرضہ کی سہولت اور حکومت سے حاصل ہونے والی مدد کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Khawaja Mohammad Aslam & Ahsan Sultan Mahmood Kahloon

Berner Strasse 60 - 60437 Frankfurt am Main. Tel 069-950 95940

غلبہ آنا مشکوک ہو اس وقت بالغیب ایمان لائیں یہ بالکل اور مسئلہ ہے۔ جب ایک غلبہ نصیب ہو جاتا ہے تو پھر اندھادھند بھی پیچھے اس غلبہ کے آجاتے ہیں لیکن جب ذرا سا ابتلاء آئے تو پیچھے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جب عرب پر غلبہ نصیب ہوگیا تو دیکھو کس کثرت کے ساتھ تمام عرب قبائل مسلمان ہوگئے اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آنکھیں بند کیں تو کثرت سے ان لوگوں میں شامل ہونے والے جو تھے وہ مرتد ہوگئے۔ تو صاف پتہ چلتا ہے کہ غلبہ کو دیکھ کر قبول کرنا کوئی سچا ایمان نہیں ہے۔ ایمان وہ سچا ہے جب ابھی مشکوک حالت ہو اس وقت جو ایمان لاتے ہیں وہ سچے مومن ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کو بھی دیکھ لو کتنے تھوڑے تھے جو ایمان لانے والے تھے اور اس وقت ایمان لانے والے تھے جبکہ مخالفت اپنی انتہا پر تھی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب کچھ بھی باقی نہیں رہے گا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو اس وقت ایمان لائے ان کا ایمان بعد والوں کے ایمان کی طرح کا نہیں ہے۔ یا بعد والوں کا ایمان ان لوگوں کے ایمان کی طرح نہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب کہ حالات ابھی مشکوک تھے اس وقت ایمان لائے۔ تو اس زمانہ میں جو لوگ پھیل رہے ہیں خدا کرے کہ وہ غلبہ کو دیکھ کر نہ پھیل رہے ہوں بلکہ ایمان کی نشانیوں کے نتیجہ میں وہ ایمان قبول کر رہے ہوں۔ جو غلبہ کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں وہ پھر کچے ہوتے ہیں وہ پیچھے ہٹ جایا کرتے ہیں۔ مگر مَیں امید رکھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا کیونکہ جو بھی رپورٹیں آرہی ہیں کثرت کے ساتھ احمدی ہونے کی وہ سارے نشان دیکھ کر ایمان لا رہے ہیں اور بظاہر ان کا ایمان لانا ان کے لئے انتہائی مصیبتوں کا موجب ہوتا ہے اس کے باوجود وہ ایمان لے آتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا ایمان بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے ابتدائی لوگوں کی طرح کا ایمان ہے۔ وہ نصرت الٰہی کو دیکھ کر ایمان نہیں لاتے بلکہ ایمانی واقعات جو ان کے ساتھ گزرتے ہیں بعض پر وحی نازل ہوتی ہے، بعض دشمنوں کا بدانجام دیکھتے ہیں تو ان سب باتوں کی وجہ سے وہ ایمان لاتے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ ان کا ایمان قائم رہے گا۔

✡✡✡✡......❋❋❋......✡✡✡✡

بقیہ: مسائل رمضان از صفحہ نمبر ۱۲

کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔ مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہوئی ہے یا نہیں۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے:

روزہ کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔

"اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمَرٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ"۔

(ترمذی باب ما یستحب علیہ الافطار)

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرو کیونکہ اس میں برکت ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرو کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

افطار کے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّى لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ"۔ (ابوداؤد باب القول عندالافطار)

اے اللہ! مَیں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے مَیں نے افطار کیا ہے۔

بعد افطار یہ کہے:

"ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰه"۔

(ابوداؤد کتاب الصوم باب القول عندالافطار)

پیاس دُور ہوگئی اور رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔

"مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ لَايَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَيْءٌ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطر صائما)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

نواقض روزہ:

عمداً کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انیما کروانے، ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث ہے: "مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَ هُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَ مَنِ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ"۔ (ترمذی باب من استقاء عمداً)

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضا نہیں۔ لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کے لئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفارہ (یعنی بطور سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔ اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

(بخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیئ......الخ)

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھول لے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔ اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں یا بچہ پیدا ہو تو روزہ ختم ہو جائے گا البتہ بعد میں ان ایام کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

اگر کوئی بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"اِذَ نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ"۔ (بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل و اشرب ناسیا)

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں دھواں، گرد و غبار، مکھی، مچھر، کلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے یا ڈلوانے، بلغم نکلنے، بلا اختیار قے آنے، آنکھ میں دوا ڈلوانے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے، سر یا داڑھی میں تیل لگانے، بچے یا بیوی کا بوسہ لینے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کر سکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے، مرد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"لاَ تَكْتَحِلْ بِالنَّهَارِ وَاَنْتَ صَائِمٌ وَاكْتَحِلْ لَيْلًا"۔ (مسند دارمی باب الکحل للصائم)

بحالت روزہ دن میں سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے"۔ (اخبار بدر ۷؍فروری ۱۹۰۷ء)

روزہ نہ رکھنے والے:

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں۔ ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَامَرَضٍ فَلَا يَقْضِيْهِ صَيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَلَوْ صَامَ الدَّهْرَ"۔

(مسند دارمی باب من افطر یوما من رمضان متعمدا)

یعنی جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

"میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بنا پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے مَیں بیمار ہو جاؤں گا۔ .... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو .... وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

(الفضل ۱۱؍اپریل ۱۹۲۵ء)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

قبولیتِ دعا کا ایک گُر

سورۃ یونس کی آیت ۸۸۔۸۹ میں حضرت یونس علیہ السلام کی ایک دعا اور اس کی قبولیت کا ذکر ہے۔ وہ دعا یہ ہے:

﴿لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"حضرت یونس علیہ السلام کی اس دعا سے قبولیت دعا کا ایک گُر معلوم ہوتا ہے جسے ہمیشہ اپنے مدنظر رکھنا چاہئے۔ اور وہ یہ کہ دعا سے پہلے انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کر لیا کرے اور پھر اپنا مدعا اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا کرے۔ چنانچہ دیکھو حضرت یونس علیہ السلام نے پہلے یہ کہا کہ ﴿لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ﴾ یعنی اے میرے رب تُو کامل تعریف کا مستحق ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود قابلِ پرستش نہیں اور پھر تُو ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے منزہ ہے۔ اس تسبیح و تحمید کے بعد انہوں نے اپنا مدعا پیش کیا اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت میں مدد چاہی۔ یہی طریق ہر مومن کو اختیار کرنا چاہئے اور دعا میں تسبیح و تحمید کو مقدم سمجھنا چاہئے"۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۶۱۔۵۶۲)

بقیہ:خطاب حضور انور برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ء از صفحہ نمبر۲

حضور اس خطرناک موقعہ میں دستگیری اور رہنمائی کا کوئی سامان فرمائیں۔ اور میں نے یہ التجا اور دعا اس الحاح اور سوز و گداز سے کی اور رو رو کر عرض حال اور مشکل پیش آمدہ کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری آہ و بکا کو سنا۔ رات اسی حالت میں اور فکر میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مخالفوں نے میرے مکان کا گھیرا کر لیا اور چاروں طرف سے آوازے کس رہے ہیں کہ اس شخص کو اب جان ہی سے مار ڈالو۔

اس اثنا میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ پر نمودار ہوئے اور میرے بازوؤں کو اپنے دست ہائے مبارک سے پکڑ کر میرا منہ آسمان کی طرف کرایا اور فرمایا کہ آسمان کی طرف اڑ جاؤ۔ چنانچہ حضور کی قوت قدسیہ ہی کے سہارے میرے جیسا بے پر انسان زمین سے اڑ کر آسمان کی طرف چلا گیا۔

رجسٹر روایات نمبر ۱۲)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کے سچا ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خود یہ روایت کرنے کے لئے بعد میں زندہ رہے۔

حضرت عبدالرؤف صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبدالرؤف صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سابق ہیڈ کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان بیان فرماتے ہیں کہ:

"مجھے خوب یاد ہے کہ جب حضرت مسیح موعود لاہور مئی ۱۹۰۸ء کو تشریف لے گئے تو عصر کے بعد شیر محمد دکاندار کی دکان کے سامنے چلتے ہوئے ٹھہر گئے۔ کھڑے ہو کر اپنی رحلت کے متعلق الہام فرمائے۔ اَلرَّحِیْل ثُمَّ الرَّحِیْل پر بہت کچھ فرمایا اور بھی بہت سے لوگ ہمراہ تھے۔ اکثر موڑ تک پیدل جاتے۔ پھر موڑ سے سوار ہو جاتے۔ جب مسیح موعودؑ لاہور تشریف لے گئے تو اس وقت میرا پہرہ پل پر تھا جو عورتوں کے پرانے سالانہ جلسہ گاہ کے پاس مگر ہمیں یہ یقین تھا کہ ابھی کچھ عمر باقی ہے۔ مگر خدا کی شان! مغرب کے وقت ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو رحلت کی تار آ گئی۔ (رجسٹر نمبر ۲)

حضرت چوہدری اللہ بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت چوہدری اللہ بخش صاحب ابن چوہدری فضل دین صاحب آف سیالکوٹ۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں نیکی اور تقویٰ کی ہمیشہ ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ موت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کرو۔ تم لوگ بہت خوش قسمت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جہاد میں ہمارے ساتھ شامل کیا ہے۔......... مطبع کو اپنا ایک نشان فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ جلشانہ نے یہ سب سامان ہمارے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ حضور کے "سلطان القلم" ہونے پر میں بھی ایک شاہد ہوں۔ کیونکہ ہم چھاپتے چھاپتے تھک جاتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کے مضامین ہمیشہ ہی جمع رہتے تھے اور کبھی ختم نہ ہوتے تھے حالانکہ اور لوگوں کے مضامین ختم ہو جایا کرتے ہیں اور پریس والے مضامین کی انتظار میں رہتے ہیں اور پھر لطف یہ ہے کہ ہمارے پریس میں صرف حضور علیہ السلام کے مضامین شائع ہوا کرتے تھے اور دیگر پریسوں میں عام لوگ مضامین بھیجتے تھے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۲)

آپؓ اپنی آخری ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"جب حضور علیہ السلام اپنے آخری سفر پر لاہور جانے کے لئے تیار ہوئے تو جاتے وقت احمدیہ چوک میں حضور سے میں نے مصافحہ کیا اور دعا کی درخواست کی اور حضور کے ہمراہ لاہور جانے کی اجازت چاہی کیونکہ ان دنوں حضور کی آخری کتاب "چشمہ معرفت" زیر طبع تھی۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "تم نے لاہور نہیں جانا۔ تم اس کتاب کو جلدی ختم کرو" حضور علیہ السلام کے اس ارشاد مبارک کا میرے دل پر آج تک یہ اثر ہے کہ حالانکہ میرا بڑا بھائی پیغامی ہو گیا تھا مگر حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق (مَیں) پیغامی (یعنی لاہوری) فتنہ کے اثر سے محفوظ رہا۔

ہم نے قریباً 20 مئی 1908ء کو کتاب "چشمہ معرفت" کو مکمل کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دی اور 26 مئی 1908ء کو حضور علیہ السلام رحلت فرما گئے۔ 27 مئی 1908ء کو حضور علیہ السلام کی نعش مبارک کو لینے کے لئے ہم بٹالہ والی سڑک پر گئے اور حضور کے جنازہ کو کندھا دیتے ہوئے باغ میں آ گئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تمام جماعت نے باغ والے مکان میں آخری زیارت فرمائی۔ زیارت کے بعد نعش مبارک کو دفن کیا گیا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۶)

حضرت نور احمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت نور احمد خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن چوہدری بدر بخش صاحب سکنہ سڑوعہ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ "حضور زلزلہ کی وجہ سے باغ میں رہتے تھے۔ مَیں رات کو باغ میں پہرہ دینے کے لئے جاتا تھا۔ میاں نجم الدین صاحب مہتمم مہمان خانہ مجھے جسیم دیکھ کر روزانہ پہرے کے لئے بھیج دیتے تھے۔ ایک رات اتفاق سے سید احمد نور کابلی بھی میرے ساتھ پہرے پر تھے۔ نصف رات کے قریب ایک سکھ چور باغ میں آیا۔ اس وقت میں اور سید احمد نور صاحب پہرہ پر تھے۔ خاموشی سے باغ کے کناروں پر گشت کر رہے تھے۔ اچانک آدمی کی آہٹ ہوئی۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ ایک قد آور چور حضور علیہ السلام کے تنبو کے قریب ہے۔ فوراً سید احمد نور صاحب جو اس وقت جوان تھے، چور کی طرف دوڑے اور چور بھی دوڑ پڑا۔ باغ سے کچھ فاصلہ پر سید احمد نور نے چور پکڑ لیا۔ فوراً باقی پہرہ دار بھی وہاں پہنچ گئے۔ چور کے ہاتھ پاؤں وغیرہ باندھ کر باغ میں بٹھا دیا۔ صبح ہوئی وہ چور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔ غریب آدمی ہے"۔ (رجسٹر روایات نمبر ۲)

پس روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور سے کہا بھی کہ اگر چھوڑ دیا تو اور دلیر ہو جائے گا مگر حضور نے نہیں مانی اور اس کو چھوڑ دیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے ان نہایت دلچسپ ایمان افروز روایات کے بیان کرنے کے بعد جلسہ کی حاضری کی رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جلسہ گاہ مردانہ ۲۳۳۲۰، جلسہ گاہ مستورات ۱۸۲۷۰۔ بچے ۲۶۰۰۔ زیر تبلیغ افراد ۴۰۰۰۔ کل حاضری ۴۸۱۹۰ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پچاس ہزار کا ان کا اندازہ تھا۔ الحمدللہ اس کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں ۴۷ ممالک کے ۷۶۶۰ مہمانان اور چار ہزار زیر تبلیغ افراد بھی شامل ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امیر صاحب جرمنی نے کہا ہے کہ جلسہ سالانہ جرمنی کے جو کارکن ہیں ان کو مَیں تحریک کروں کہ وائنڈ اپ کا جو کام ہے وہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ پہلے جوش میں لوگ سارے بڑھ بڑھ کر کام میں حصہ لیتے ہیں۔ جب جلسہ گزرتا ہے تو وائنڈ اپ کرنا اور چیزوں کو سمیٹنے میں سست ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کے لئے مَیں نے ہدایت کی ہوئی ہے کہ اس کے لئے ایک الگ ٹیم بنائی جائے۔ امید ہے کہ جرمنی میں بھی ایک الگ ٹیم وائنڈ اپ کرنے کے لئے بنا دی گئی ہو گی۔ اگر نہیں بنائی تو جن کارکنوں کے سپرد چیزوں کو سمیٹنے کا کام ہو وہ بڑے شوق سے اس کام کو ادا کریں۔

قریباً سات بجکر پانچ منٹ پر یہ خطاب ختم ہوا۔ آخر پر حضور ایدہ اللہ نے جلسہ کی آخری دعا کروائی اور خاص طور پر اسیران راہ مولیٰ کو دعا میں یاد رکھنے کی تحریک فرمائی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

حضور انور نے دعا کے بعد پھر تاکید فرمائی کہ سفر میں گاڑی احتیاط سے چلائیں اور نیند کی حالت میں ہرگز ڈرائیو نہ کریں اور خدا کرے کہ سفر میں کوئی بھی حادثہ پیش نہ آئے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور پھر السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔

برطانیہ میں رمضان المبارک اور عیدین

امسال برطانیہ میں رمضان المبارک کا آغاز ۱۷ر نومبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ سے ہو گا۔ جبکہ عیدالفطر ۱۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء بروز سوموار منائی جائے گی۔ اسی طرح عیدالاضحیہ ۲۳ر فروری ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ منائی جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

تصحیح

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی جلد ۸ کے شمارہ ۳۴۔۳۵ (بمطابق ۲۴ر اگست تا ۶ر ستمبر ۲۰۰۱ء) میں شائع شدہ مضمون "اور دیوار گر گئی" میں صفحہ ۱۶ پر دوسرے کالم میں درج حوالہ کو یوں پڑھا جائے:

"جس وقت حضورؑ نے دعویٰ کیا اس وقت آپ کے خاندان میں ستّر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستّر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے"۔ (الفضل ۱۳ر ستمبر ۱۹۱۹ء)

مَسائلِ صِیام

روزہ

اسلامی عبادات کا دوسرا اہم رکن ہے۔روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مد نظر ہوتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں"۔

(فتاوی احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

صوم(روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں طلوع فجر(صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾(بقرہ:۱۸۸)

رات کے وقت کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ یعنی فجر طلوع ہو جائے تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ"۔یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت"۔(بخاری کتاب الصوم)

جب اصل مقصد حاصل کرنے کا جذبہ ہی نہیں تو روزہ کا کیا فائدہ۔اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:

"لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ فَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ"۔(دارمی بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

قدیم مذاہب میں روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا وجود قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾(بقرہ:۱۸۳)

اے مسلمانو!تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے۔جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔

اسلامی روزوں اور قدیم مذاہب کے روزوں کی شکل میں گو اختلاف ہے مگر بنیادی عناصر سب میں مشترک ہیں۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ"۔

(مسند دارمی باب فضل السحور ،حاشیہ المنتقی من اخبار المصطفی مطبوعہ رحمانی دہلی ۱۳۳۷ھ)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔اسی طرح ہندو اپنے روزہ کے دوران میں کئی چیزیں کھا بھی لیتے ہیں پھر بھی ان کا روزہ قائم رہتا ہے۔ گویا ان کے ہاں صرف بعض چیزوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔عیسائیوں کے روزے بھی اسی قسم کے ہیں کہ کسی روزہ میں گوشت نہیں کھانا،کسی میں خمیری روٹی نہیں کھانی۔بعض مذاہب میں پورے دن رات کا روزہ بغیر سحری کھائے ہوتا ہے۔وہ صرف شام کے وقت افطار کرتے ہیں۔کسی مذہب میں چار چار دن متواتر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔بعض مذاہب میں ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں صرف ٹھوس غذا کھانے سے منع کیا گیا ہے اور ہلکی غذا دودھ پھل وغیرہ کے استعمال کی اجازت ہے۔

روزہ کی غرض

روزہ اصلاح نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خدا کی خاطر لذات کو ترک کر دیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ نیکی پر قائم کرنے اور ہر قسم کی حرام اور نجس چیزوں سے پرہیز کی کوشش کرنے کا سبق بھی اسے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"روزوں کی غرض کسی کو بھوکا پیاسا مارنا نہیں ہے۔اگر بھوکا مرنے سے جنت مل سکتی تو میں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مر جانا کوئی مشکل بات نہیں۔در حقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔قید خانوں میں جاتے ہیں تو بھوک ہڑتال (مرن برت) شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔بس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔کھانا پینا انسان کا حق ہے۔میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے۔اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ میں خدا کے لئے اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ سی بات ہے اور کسی مومن سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔مومن سے جس بات کی امید کی جا سکتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔ لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گزر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ اپنا حق کس طرح چھوڑ دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ خدا کی رضا کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں"۔

(روزنامہ الفضل ۳۰ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۶،۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ:

"جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لئے چھوڑتا ہے جن کا استعمال کرنا اس کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اس سے اسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے۔اور جب وہ خدا کے لئے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں پر پڑ ہی نہیں سکتی"۔

(روزنامہ الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۸)

غرض جہاں روزہ سے تزکیہ نفس اور تجلی قلب ہوتی ہے وہیں روزہ جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا موجب بھی بن جاتا ہے۔اس سے کشفی طاقت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی (یعنی روزہ کی حالت) روح کو قائم رکھتی ہے۔اور اس سے روحانی قویٰ تیز ہوتے ہیں۔اسی لئے فرمایا:﴿ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (بقرہ:۱۸۵) یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

قرآن کریم میں روزہ کو متقی بننے کے لئے ایک مجرب نسخہ بتایا گیا ہے۔یعنی اگر تم اس نسخہ پر عمل کرو گے تو متقی بن جاؤ گے۔فرمایا:﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾(بقرہ:۱۸۴)۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

"جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا منبع چار چیزیں ہیں باقی آگے اس کی فروع ہیں۔وہ چار منابع یہ ہیں۔اول کھانا،دوم پینا،سوم شہوت اور چہارم حرکت سے بچنے کی خواہش۔

سب عیوب ان چار باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ان چاروں منبعوں کو بدی سے روکنے کے لئے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔مثلاً ایک شخص خیانت اس لئے کرتا ہے کہ محنت سے بچنا چاہتا ہے یعنی محنت کر کے کھانا نہیں چاہتا اور دوسرے کا مال کھاتا ہے لیکن روزہ دار کو رات کے زیادہ حصہ میں اٹھ کر عبادت کرنی پڑتی ہے۔سحری کے لئے اٹھتا ہے۔سارا دن مونہہ بند رکھتا ہے۔سوتا کم ہے۔ایک ماہ تک روزے دار کو یہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس سے اس کا جسم عادی ہو جاتا ہے اور اس سے غفلت کی عادت کو دھکا لگتا ہے۔پھر کھانے پینے اور شہوت سے بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کے لئے بھی روزہ رکھا گیا ہے۔انسان کھانا پینا ترک کرتا ہے ضروریات زندگی کو چھوڑتا ہے۔ پس جن ضرورتوں کے باعث انسان گناہ میں پڑتا ہے انہیں عارضی طور پر روک دیا جاتا ہے"۔

(الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۲۶ء)

روزہ کا جسمانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ انسانی جسم تکالیف اور شدائد برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے اس میں قوت برداشت اور صبر کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔علاوہ ازیں صحت کے برقرار رکھنے میں فاقہ کی طبی اہمیت مسلّم ہے۔اگر اعتدال پیش نظر رہے تو اس سے صحت میں نمایاں فرق پڑتا ہے۔گویا روزہ جسم کی صحت کا ضامن ہے اور روحانی لحاظ سے تقویٰ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔اس سے خوش خلقی، عفت، دیانت،نیک چلنی اور تزکیہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔صبر و جرأت کی قوتوں کو نشوونما ہوتی ہے۔غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے اور اس طرح اقتصادی اور طبقاتی مساوات کے رجحانات کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی برقرار رہتی ہے۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

روزہ رکھنے والے کا درجہ

حدیث قدسی ہے:

"كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامُ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ"۔(بخاری کتاب الصوم)

یعنی انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اس لئے میں خود اس کی جزا بنوں گا" (کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات اور کھانے پینے کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے)۔

نیز فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ"۔

(بخاری کتاب الصوم)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے"۔

اسی طرح فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"۔(بخاری کتاب الصوم)

جو شخص ایمان کے تقاضے کے مطابق اور ثواب کی نیت سے رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

روزوں کی اقسام

متعدد قسموں کے روزوں کا ذکر قرآن وحدیث میں پایا جاتا ہے مثلاً فرض روزے، نفلی روزے۔ فرض روزوں کی مثال جیسے رمضان کے روزے، رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء، کفارۂ ظہار کے روزے، کفارۂ قتل کے روزے، عمداً رمضان کا روزہ توڑدینے کی سزا کے ساٹھ روزے، کفارۂ قسم کے روزے، نذر کے روزے، حج تمتع یا حج قران کے روزے، بحالت احرام شکار کرنے کی وجہ سے روزہ، بحالت احرام سر منڈوانے کی وجہ سے روزہ۔

دوسری قسم نفلی روزوں کی ہے جیسے شوال کے چھ روزے، عاشورہ کا روزہ، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، یوم عرفہ کا روزہ، ہر اسلامی مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کا روزہ۔

بعض دنوں میں روزہ رکھنا منع اور مکروہ ہے مثلاً صرف ہفتہ یا جمعہ کے دن کو خاص کرکے روزہ رکھنا، پارسیوں کی طرح نیروز و مہرگان کے دن روزہ رکھنا، صوم دہر یعنی بلاناغہ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا، عید کے دن اور ایام تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا سخت منع ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

رمضان کے روزے

ماہ رمضان اور اس کی فضیلت:

ماہ رمضان کو خداتعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ سے ہوا۔ فرمایا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾۔(البقرہ:۱۸۶)۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ"۔(بخاری کتاب الصوم)

اس بابرکت مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔

یعنی یہ مبارک مہینہ فضل الٰہی اور رحمت خداوندی کو جذب کرنے کا ایک بابرکت مہینہ ہے۔

اس مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ بکثرت دعائیں مانگا کرتے اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے۔

روزہ کس پر فرض ہے:

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم، مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں، جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور وناتوان ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دوچار رہتی ہے ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾۔(البقرہ:۱۸۵)

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

روزہ کب رکھنا چاہئے:

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ "لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ"۔ جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو۔ یہ رویت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی۔ رویت علمی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماء امت ایسا حسابی کیلنڈر بنالیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے۔ اس کے مطابق حسب فیصلہ ارباب علم و اقتدار عمل کیا جائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور جہاں خبر پہنچی ہے دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو۔ ورنہ یہ خبر قابل عمل نہ ہوگی۔

اگر فضا صاف نہ ہو، ابر گہری دھند ہو تو رمضان کے چاند کی رویت کے ثبوت کے لئے ایک معتبر عادل آدمی کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے لیکن افطار اور عیدالفطر منانے کے فیصلہ کے لئے کم ازکم دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔(ترمذی کتاب الصوم باب الصوم بالشہادۃ)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے:

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: "مَنْ لَّمْ يُجْمِعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ"۔(ترمذی کتاب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)۔ جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

نیت کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرنے کے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عذر ہو مثلاً رمضان کا چاند نکلنے کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی ہو اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس وقت روزہ کی نیت کر سکتے ہیں اور ایسے شخص کا اس دن کا روزہ ہو جائے گا۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾(بقرہ:۱۸۸)۔ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

حدیث میں ہے: "اِذَا اَقْبَلَ الَّيْلُ وَاَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔

(ترمذی باب اذا اقبل اللیل ......الخ)

جب دن چلا جائے رات آجائے، سورج ڈھل جائے تو روزہ افطار کرلو۔

آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھالینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے کھا پی لے اس کے بعد روزہ کی نیت کرے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کا یہی طریق تھا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً"۔

(بخاری باب برکۃ السحور)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ موجودہ زمانہ میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کرلیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھالی جائے۔

حدیث میں ہے:

"تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور)

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔

سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"كُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِيْ اَهْلِيْ ثُمَّ تَكُوْنُ سُرْعَةٌ بِيْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ"۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الفجر)

کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانے کے لئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

وقت افطار:

غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کرلینا چاہئے۔ غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ"۔(بخاری باب تعجیل الافطار)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر وبرکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

ایک اور حدیث ہے:

"عَنْ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ. فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا. فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ. قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا. قَالَ اِنَّ عَلَيْنَا نَهَارًا قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا. فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهٗ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الَّيْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ نَحْوَالْمَشْرِقِ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔(مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضائم الصوم)

حضرت ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان المبارک۔ مغفرت کا مہینہ

(نصیر احمد قمر)

انسان فطرتاً بہت ہی کمزور اور خطا و نسیان کا پتلا ہے۔ "نفس امارہ اس کے ساتھ ساتھ لگا ہوا ہے اور خون کی طرح انسان کے ہر رگ و ریشہ اور ذرّہ ذرّہ میں داخل ہے"۔ کوئی انسان اللہ کے فضل اور رحم کے بغیر شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا ﴿اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ﴾ ایک اٹل حقیقت ہے اور "نفس امارہ کا مغلوب کرنا بہت بھاری مجاہدہ ہے"۔ بعض گناہ ظاہر ہوتے ہیں اور بعض مخفی اور چونکہ اللہ تعالیٰ عفوّ ہے اور ﴿یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ﴾ بہت معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اس لئے اکثر انسان کو اپنے مخفی گناہوں کا علم نہیں ہوتا حالانکہ ہو سکتا ہے کہ کئی مخفی گناہ ظاہر کے گناہوں سے زیادہ بدتر اور خطرناک ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے مگر بعض ایسی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامنگیر ہے۔...... ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں"۔

گناہ کیا ہے؟ گناہ دراصل اس حدِ اعتدال سے باہر جانے کا نام ہے جس حد اعتدال پر خدا تعالیٰ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مقرر فرمودہ حد اعتدال سے باہر جانے کا نام ہی ظلم ہے۔ "جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بداخلاقی میں بدل جاتے ہیں"۔ وہ لوگ جو بہت باریک بینی سے اپنے اعمال و افعال کا تجزیہ نہیں کرتے رفتہ رفتہ وہ اس حد سے بہت دور نکل جاتے ہیں اور وہ گناہ جو ابتداء میں چھوٹے ہوتے ہیں انسان کو بتدریج بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب کی طرف لے جاتے ہیں اور "طرح طرح کے عیوب مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہی اندر ایسے رچ جاتے ہیں کہ ان سے نجات مشکل ہو جاتی ہے"۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"...... اللہ جل شانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں دور بھاگ جاتا ہے"۔ پس "دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دُور ہوتی ہے"۔ اور "گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگنی چاہئیں"۔

☆......☆......☆......☆

قرآن مجید میں آغاز ہی میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے کہ ان سے ایک بھول ہوئی اور وہ گناہ کے مرتکب ہوئے۔ تب آپؑ کو نہایت شرمندگی ہوئی اور آپؑ نے اپنی کمزوریوں کی تلافی کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کچھ دعائیہ کلمات سکھائے۔ جب آپؑ نے ان کے مطابق دعا کی تو خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی توبہ کو قبول کیا اور رحمت کا سلوک فرمایا۔ وہ کون سے مبارک کلمات تھے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے جدِّ امجد حضرت آدم علیہ السلام کو سکھائے کہ جن کی تکرار سے خدا تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ساتھ آپؑ کی طرف متوجہ ہوا۔ قرآن مجید نے وہ دعائیہ کلمات ہمارے لئے محفوظ فرمائے ہیں۔ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے ساتھی نے یہ دعا کی کہ ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ (الاعراف:۲۴)۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہونگے۔

یہ دعا جو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے خدا کی مغفرت اور رحمت کو کھینچ لانے کا موجب ہوئی تھی آج بھی خدا کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہے اگر اس دعا کو اس کے معانی و مفاہیم پر گہری نظر رکھتے ہوئے کامل عجز اور انکسار کے ساتھ اور پورے درد کے ساتھ کیا جائے۔ اپنے ظلموں کا اقرار اور خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت پر کامل یقین حقیقی توبہ کا پہلا قدم ہے۔

☆......☆......☆......☆

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں جب غیر ارادی طور پر ایک شخص مارا گیا تو آپ نے بھی اپنے گناہ کا اقرار کرتے ہوئے بخشش طلب کی اور یوں عرض کی ﴿رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ﴾۔ اے میرے ربّ مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَغَفَرَلَهٗ اِنَّهٗ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ (القصص:۱۷) سو اس نے اسے بخش دیا اور وہ بہت بخشنے والا بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

☆......☆......☆......☆

اسی طرح جب حضرت یونس علیہ السلام سے ایک خطا ہوئی اور اس کی پاداش میں آپؑ مچھلی کے پیٹ میں ڈالے گئے تو آپؑ نے یوں دعا کی: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (الانبیاء:۸۸)۔ اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ یقیناً مَیں ہی ظالموں میں سے ہوں۔ آپؑ نے یہ دعا اس زاری سے کی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ﴾۔ ہم نے اس کی پکار کو قبول کیا اور اسے غم سے نجات دی۔

☆......☆......☆......☆

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؓ نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ مجھے کوئی دعا سکھائیں جو مَیں بطور خاص نماز میں کیا کروں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"۔ اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ کو نہیں بخشتا۔ پس تو اپنی مغفرت سے مجھے ڈھانپ لے اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تو بہت بخشنے والا بار بار رحم کرنے والا ہے۔

☆......☆......☆......☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دیکھو! خدا تعالیٰ جیسا غفور اور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھو کہ وہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے اور بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے تو مَیں ایک اور اُمت پیدا کروں گا جو گناہ کرے اور مَیں اسے بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم۔ یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ﴾ (البقرہ:۲۲۳)۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پیار کرتا ہے جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا تعالیٰ کی طرف نہ جھکتا تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا؟ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا کہ جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ مَیں نے کوئی گناہ نہیں کیا اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔...... اگر گناہ صادر ہو جائے تو توبہ کرو کہ وہ اس کے واسطے تریاق ہے اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالیٰ کے حضور میں جھکو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے کہ مَیں نے گناہ کیا ہے اور اپنے کو ملزم دیکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے تب اس پر رحم کیا جاتا ہے اور ترقی پکڑتا ہے۔ لکھا ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا گو بعد میں بہ سبب کمزوری کے ہو جاوے لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو بلکہ پختہ ارادہ ہو کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب وہ توبہ قبول ہو جاتی ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم، طبع جدید۔ صفحہ ۴۳،۴۴)

حضور علیہ السلام نے عہد بیعت میں بھی یہ دعا شامل فرمائی ہے کہ " رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"۔ اے میرے ربّ مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور مَیں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس تو میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں۔

☆......☆......☆......☆

رمضان کا مہینہ مغفرت کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔ ہم ہزار قسم کی ظلمتوں میں مبتلا ہیں۔ کئی گناہ ایسے ہیں جو خود کو دکھائی دیتے ہیں اور اکثر خود ہماری نظروں سے بھی پوشیدہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سے واقف ہے۔

آیئے اس رمضان میں اپنے گناہوں کی بخشش اور نفس امارہ سے نجات کے لئے خصوصیت سے دردمندانہ دعائیں مانگیں۔

مولا مرے قدیر مرے کبریا مرے
پیارے مرے حبیب مرے دلربا مرے
بارگنہ بلا ہے مرے سر سے ٹال دو
جس رہ سے تم ملو مجھے اس رہ پر ڈال دو
اک نور خاص میرے دل و جاں کو بخش دو
میرے گناہ ظاہر و پنہاں کو بخش دو
بس اک نظر سے عقدۂ دل کھول جایئے
دل لیجئے مرا مجھے اپنا بنایئے
ہے قابل طلب کوئی دنیا میں اور چیز؟
تم جانتے ہو تم سے سوا کون ہے عزیز
دونوں جہاں میں مایۂ راحت تمہیں تو ہو
جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو

☆......☆......☆......☆

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے
مجھے تُو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے "بے حساب" جانے دے
سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر
جواب مانگ نے اے "لاجواب" جانے دے
مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے
ترے نثار حساب وکتاب جانے دے
تجھے قسم ترے "ستار" نام کی پیارے
بروئے حشر سوال وجواب جانے دے
ٹلا قریب کہ یہ "خاک "پاک ہو جائے
نہ کر یہاں مری مٹّی خراب جانے دے
رفیق جاں مرے، یار، وفا شعار مرے
یہ آج پردہ دری کیسی ؟ پردہ دار مرے

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

قبولِ احمدیت کی داستان

ماہنامہ "انصاراللہ" نومبر ۲۰۰۰ء میں مکرم رانا مبارک علی صاحب اپنی قبولِ احمدیت کی داستان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خاکسار ضلع جالندھر کے گاؤں ملسیاں کا رہائشی تھا۔ راجپوت برادری سے تعلق تھا جو تعلیمی لحاظ سے پسماندہ اور دینی لحاظ سے صرف عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ زرعی زمینیں کافی تھیں جنہیں بیچ بیچ کر عیاشانہ زندگی گزارتے تھے۔ جب میری عمر گیارہ سال ہوئی تو مَیں نے خود جاکر سکول میں داخلہ لے لیا اور اٹھارہ سال کی عمر میں جب ساتویں جماعت میں پہنچا تو تعلیم چھوڑ کر کوئٹہ چلا گیا جہاں میرے بڑے بھائی پولیس میں ملازم تھے۔ ۱۹۴۵ء میں کوئٹہ میں محکمہ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف میں ملازم ہوگیا۔

کسی احمدی سے میری شناسائی نہیں تھی۔ احمدیت کے بارہ میں صرف جھوٹے پراپیگنڈہ کا علم تھا کہ قادیان میں مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور وہاں جنت اور دوزخ بنائی ہوئی ہیں۔

۱۹۴۹ء میں خاکسار سبّی کے قریبی اسٹیشن پر تعینات تھا تو ٹیلیفون پر یہ پیغام ملا کہ ریل گاڑی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کوئٹہ تشریف لا رہے ہیں۔ مجھے حضورؓ کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ جب گاڑی آئی تو مَیں نے بڑی بھاگ دوڑ کی لیکن حضورؓ نظر نہ آئے۔ چنانچہ مَیں گاڑی میں سوار ہوگیا اور سبّی پہنچ کر حضورؓ کو دیکھا جب ملاقات کرنے والے لائن میں لگ کر مصافحہ کر رہے تھے۔ مَیں چند قدم دُور کھڑا ہوکر یہ نظارہ دیکھتا اور دل میں حیران ہوتا رہا کہ یہ نورانی چہرہ اور ایسا غلط دعویٰ، ہو نہیں سکتا۔

کچھ عرصہ بعد میری خواہش پر میری تبدیلی پنجاب میں ہوگئی اور مجھے رحیم یار خان جانے کا حکم ملا۔ وہاں رہائشی کوارٹر نہیں مل سکا اس لئے عارضی طور پر مجھے ایک دُور کے رشتہ دار نے اپنے خالی چوبارہ میں مفت رہائش فراہم کردی تاہم مجھے خبردار کیا کہ یہاں رہائش میں صرف ایک خطرہ ہے، وہ یہ کہ پڑوس میں پچھلی طرف مرزائی رہتے ہیں، اُن سے بچ کر رہنا۔ مَیں نے کہا کہ انہوں نے مجھے کیا کہنا ہے۔ چنانچہ اُسی وقت اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ وہاں رہائش اختیار کرلی۔ دوسرے روز میری بیوی نے کہا کہ پڑوس والی خاتون بہت اچھی ہے اور اُس نے شام کے کھانے کا کہا ہے۔ مَیں نے کہا کہ سنا ہے ان کے گھر کا کھانا جائز نہیں۔ میری بیوی نے کہا کہ نہیں نہیں، یہ خاتون، اس کی بہوئیں، پوتیاں وغیرہ بہت ہی اچھی ہیں۔ خیر کھانا کھالیا۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد اُن کے مردوں سے شناسائی ہوئی۔ اُن کا نام چودھری نذیر احمد تھا، اور اُن کی مکان کے نیچے ہی بان کی دوکان تھی۔ مَیں نے اُن کی دوکان پر آنا جانا شروع کردیا اور ایک دن اُن سے خود ہی پوچھا کہ آپ لوگ بہت اچھے اخلاق والے اور نمازی ہیں لیکن لوگ آپ سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟۔ انہوں نے احمدیت کا مختصر تعارف کروایا۔ اُن کی باتیں سُن کر مجھے انبیاء کے حالات یاد آگئے جو مَیں نے اپنے بچپن میں سکول کی کتابوں میں پڑھے تھے۔ اُن انبیاء کو تکالیف دی گئیں اسلئے کہ وہ اچھی باتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ مَیں سوچنے لگا کہ کہیں یہ وہی واقعات تو نہیں!۔

چودھری صاحب کی تعلیم اگرچہ مجھ سے بھی کم تھی مگر اُن میں صداقت اور اعلیٰ اخلاق بہت تھے۔ چنانچہ سرکاری رہائش ملنے کے بعد بھی مَیں اُن سے ملتا رہا۔ جمعہ قاضیانوالی مسجد میں پڑھتا تھا جہاں عطاء اللہ شاہ بخاری کی سرپرستی میں چھپنے والے دو رسالے تقسیم ہوا کرتے جن میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا۔ مجھے احمدیت کے نزدیک لانے میں ان غلط حوالوں کا بھی بہت دخل تھا۔ اصل کتاب میں یا تو حوالہ ہی موجود نہ ہوتا یا پھر اعتراض غلط ہوتا۔

جب مَیں نے چودھری صاحب سے احمدیت کے بارہ میں کوئی کتاب مانگی تو انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کی تصنیف "دعوت الامیر" مجھے دی جس نے میرے دل کی کایا ہی پلٹ دی۔ چنانچہ ۲۱؍ مئی کی دوپہر کو شدید گرمی تھی جب یہ کتاب پڑھتے ہوئے مجھے احمدیت کی صداقت کا کامل یقین ہوگیا۔ مَیں اُسی وقت چودھری صاحب کے پاس پہنچا کہ میری فوری بیعت کرواؤ۔ وہاں مربی صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی کچھ کتابیں اَور پڑھ لو اور جلسہ سالانہ پر جاکر دستی بیعت کرلینا۔ لیکن میرے اصرار پر دو روز بعد بیعت کروالی جو ۲۳؍ جون ۱۹۵۲ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے منظور فرمالی۔

اُنہی دنوں جماعت کی مخالفت میں تحریک زور پکڑنے لگی۔ لیکن مجھے جو انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے، اُن کو میرے قریب رہنے والوں نے بھی محسوس کیا۔ مجھے پہلا ابتلاء اُس وقت آیا جب میری ہمشیرہ کی شادی تھی۔ قریبی رشتہ داروں نے کہا کہ اگر یہ مرزائی شادی میں آیا تو ہم نہیں آئیں گے۔ اس پر میری والدہ اتنا پریشان ہوئیں کہ پاگلوں جیسی حرکتیں شروع کردیں۔ میرے سمجھانے کا بھی اُن پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اگرچہ میری بیوی نے اُس وقت تک بیعت نہیں کی تھی لیکن اُس نے میرا بھرپور ساتھ دیا۔ آخر ایک دوست کے مشورہ پر مَیں نے والدہ سے کہا کہ مَیں شادی تک احمدیت چھوڑ دیتا ہوں اور شادی کے بعد دوبارہ بیعت کرلوں گا۔ اس پر وہ خوش ہوگئیں۔ لیکن میرا دل پریشان رہنے لگا۔ سجدوں میں روتا رہتا۔ ایک صبح قرآن پڑھنے لگا تو جو صفحہ سب سے پہلے کھل کر میرے سامنے آیا وہاں لکھا تھا کہ جو لوگ خدا کے ساتھ وعدہ کرکے پھر جاتے ہیں، اُن کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ یہ پڑھتے ہی مَیں خوف سے کانپا اور اپنے ارادہ سے توبہ کرلی۔ والدہ کو بتایا کہ مَیں احمدیت نہیں چھوڑ سکتا البتہ شادی کے دنوں میں کہیں اَور چلا جاؤں گا اور شامل نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر وہ روتی ہوئی میرے گھر سے چلی گئیں۔ اسی دوران میرے بڑے بھائی نذیر جو پولیس میں ملازم تھے وہ آگئے۔ مَیں اُن سے ملنے کی بجائے گھر میں بیٹھا رہا کیونکہ اُن کی عادت پولیس والوں جیسی ہے۔ اُن کو ملنے کے لئے سارے رشتہ دار میرے گھر کے سامنے اکٹھے ہوئے اور ساری داستان اُنہیں سنائی۔ انہوں نے سُن کر میرے حق میں فیصلہ دیا اور غلیظ گالیاں نکالنی شروع کردیں۔ اس کے ساتھ ہی سب ٹھیک ہوگئے۔ چنانچہ شادی کی ساری تیاریاں میرے ہی گھر میں ہوئیں۔

اس کے بعد کئی چھوٹے بڑے ابتلا آئے لیکن ہر بار اللہ تعالیٰ نے کئی انعامات بھی نازل فرمائے۔ مجھے میرے مکان سے بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے میرا حق عطا فرمادیا بلکہ کئی دوسرے رہائشی پلاٹ اور مکان بنانے کی توفیق بھی ملی جن سے نہ صرف مجھے ذاتی فوائد حاصل ہوئے بلکہ خدا کے فضل سے وہ جماعت کے استعمال میں بھی آرہے ہیں۔

حضرت محمد رمضان صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍ اکتوبر ۲۰۰۰ء میں حضرت محمد رمضان صاحبؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم وحید احمد رفیق صاحب لکھتے ہیں کہ آپ ضلع کرنال کے گاؤں محمود پور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد بوٹا تھا جن کی ایک سوا ایکڑ زمین تھی۔ قریب کوئی سکول نہیں تھا اسلئے آپ نے بچپن ہی سے اپنے والد کے ہمراہ کھیتی باڑی کا کام شروع کردیا۔ آپکے والد جماعت احمدیہ کے قیام سے قبل ہی وفات پاگئے۔ جب آپ نے یہ سنا کہ قادیان میں کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو آپ پاپیادہ قادیان روانہ ہوگئے اور ایک ہفتہ کے سفر کے بعد قادیان پہنچ کر بیعت کرلی۔ یہ فروری ۱۹۰۵ء کا ذکر ہے۔ آپؓ کے بعد گاؤں کے تین دیگر بزرگوں نے بھی بیعت کرلی جن کی تبلیغ سے پھر اکثریت احمدی ہوگئی۔

آپؓ نے قریباً ستر برس عمر پائی۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپؓ کو نمونیہ ہوگیا تھا۔ اس دوران آپؓ نے ایک کشف میں دو فرشتے دیکھے جو سفید لباس پہنے ہوئے تھے اور اُن کی بڑی بڑی آنکھیں تھیں۔ اُن کے آنے سے کمرہ روشن ہوگیا۔ پوچھنے پر انہوں نے اپنے نام بتائے اور کہا کہ مولوی صاحب! آیئے آپ کا نام رجسٹر سے کٹ چکا ہے۔ آپؓ نے پوچھا اعمال نامہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے ایک گہرے سیاہ رنگ کا تھان کھولا جس پر کئی دھبے تھے۔ اس پر آپؓ گھبرا گئے تو انہوں نے تسلّی دیتے ہوئے کہا کہ مولوی صاحب! گھبرائیں نہیں۔ اور پھر ایک سفید چمکدار تھان کھولا جو اُس کالے تھان سے دگنا تھا۔ پھر فرمایا کہ وہ آپ کے احمدیت قبول کرنے سے پہلے کا تھا جبکہ یہ سفید تھان احمدیت قبول کرنے کے بعد کا ہے۔ آپؓ نے فرشتوں سے بیٹھنے کی درخواست کی لیکن وہ السلام علیکم کہہ کر چلے گئے۔ اس کشف کے بعد آپؓ کو صحت ہوگئی۔ پھر ایک روز آپؓ نے اپنی اہلیہ سے صبح سویرے کہا کہ آپ کو نہلا کر کپڑے بدل دیں۔ پھر آپؓ گھر سے باہر چارپائی پر بیٹھ گئے اور گاؤں والوں سے کہا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف کردیں۔ پھر آپؓ اندر آئے اور کچھ ہی دیر بعد آپؓ کی وفات ہوگئی۔ محمود پور میں ہی تدفین عمل میں آئی۔

محترم راجہ ناصر احمد صاحب مرحوم

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹؍ نومبر ۲۰۰۰ء میں مکرمہ عصمت راجہ صاحبہ اپنے والد محترم راجہ ناصر احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ کی والدہ محترمہ ظفر نور صاحبہ نور ہسپتال قادیان میں نرسنگ کا کام کرتی تھیں۔ محترم راجہ صاحب نے اپنی تعلیم بورڈنگ میں رہ کر حاصل کی۔ کھیلوں کے میدان میں بہترین طلبہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مردانہ وجاہت کے ساتھ ساتھ عمدہ آواز اور انداز خطابت بھی بخشا تھا۔

محترم راجہ ناصر احمد صاحب PAF (پاکستان ایئرفورس) میں ملازم رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد مکمل طور پر سلسلہ کے کاموں میں مصروف ہوگئے۔ خلافت رابعہ کے دَور میں جب حضور انور ایدہ اللہ نے سندھ کا دورہ فرمایا تو انتظامات کے نگران آپ ہی تھے۔ دورہ مکمل ہونے پر حضور انور نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے آپ کو اپنی کلائی کی گھڑی عطا فرمائی۔ حضور انور کی لندن ہجرت کے بعد ایک لمبا عرصہ آپ حضور انور کی ڈاک اور خطبات سندھ و بلوچستان کے اندرونی علاقوں تک پہنچانے کا کام کرتے رہے۔ حلقہ ڈرگ روڈ کے صدر بھی تھے۔ اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ کئی سال تک کراچی کے سیکرٹری ضیافت بھی رہے۔ اپنی وفات سے دو تین سال قبل تک باقاعدگی سے جلسہ سالانہ لندن میں شمولیت کی توفیق عطا ہوتی رہی۔ جلسہ لندن کے دوران لنگر خانہ میں ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
19/11/2001 - 25/11/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 19th November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.2 ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
01.25	Children's Corner: Workshop
03.00	Liqa Ma'al Arab: Lesson No.121
04.00	Rohani Khazain: Quiz Programme
	32nd Programme of Volume No.2
04.35	Rencontre Avec Les Francophones:
	With Huzoor and French Speaking Guests
05.35	Ramadhan Programme: Various Items
	Hosted by Naseer Qamar Sahib
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00	Moshaira: 'Barakate Khilafat'
	Produced by MTA Pakistan
08.00	Rohani Khazain: Quiz Programme ®
08.50	Liqa Ma'al Arab: With Huzoor ®
09.50	Indonesian Service: Friday Sermon
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.3
	From Fazl Mosque London
12.30	Ramadhan Programme ®
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw)
15.35	Ramadhan Programme: ®
	Hosted by Naseer Qamar Sahib
15.45	Tilawat
15.55	Rencontre Avefc Les Francophones: ®
16.55	German Service
18.05	Tilawat
18.10	Rencontre Avec Les Francophones: ®
19.15	Liqa Ma'al Arab: ®
20.15	Moshaira ®
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.3 ®
22.40	Majlis e Irfan: With Huzoor Rec: 29.10.99
23.30	Rohani Khazain: Quiz Programme ®

Tuesday 20th November 2001

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
01.00	Dras ul Quran: Lesson No.3 ®
02.30	Children's Corner: Yassarnal Quran Class
03.00	Urdu Class: With Huzoor
04.00	Medical Matters: Caring for your heart
	Hosted: Dr. Sultan Ahmad Mubasher Sahib
04.30	Bengali Mulaqat: With
05.30	Ramadhan Programme: Quiz
	Hosted by Khunsa Qamar
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 30.03.01
08.00	Medical Matters: Caring for your heart ®
08.30	Documentary: A visit to Volubilus
	Produced by MTA International
08.50	Urdu Class: With Huzoor
09.50	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.4
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	Ramadhan on MTA: Discussion
	Hosted by Mubasher Ahmad Ayaz Sahib
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Various Items
14.30	Seerat un Nabi (saw) ®
15.20	Ramadhan Programme: Quiz 'Rahmat'®
15.45	Tilawat
15.55	Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Service: Various Items
19.15	Urdu Class: By Huzoor ®
20.15	MTA Norway: Book reading No.18
	'Christianity: A Journey from fact to fiction'
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.4 ®
22.40	Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
23.40	Documentary: A visit to Volubilus ®

Wednesday 21st November-2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.4 ®
02.30	Children's Corner: Hikayatee Shireen
	Topic:The Character of the Holy Prophet(saw)
03.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.422
	Rec: 09.07.98
04.00	Al-Maidah: Cookery Programme
	Rita, paratah and special potato dish
04.45	Atfal Mulaqat: With Huzoor
	Rec: 06.09.00
05.40	A Talk About Ramadhan
	Hosted by Salim Malik Sahib
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Swahili Muzakhra: Part 2
	Topic: The life of the Holy Prophet (saw)
	Hosted by Abdul Basit Shahid Sahib
07.30	Swahili Dars ul Hadith
07.55	Al-Maidah: Rita, paratah, etc ®
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.422 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.5
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	A Talk about Ramadhan ®
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Various Items
14.40	Seerat un Nabi (saw):
	Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
15.20	Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
15.55	Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
16.55	German Service; Various Items
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones ®
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.422 ®
20.25	Seerat Sahaba Rasool (saw)
	Topic: Hadhrat Salman Farsi (ra)
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.5 ®
22.40	Atfal Mulaqat: Rec: 06.09.00 ®
23.40	A Talk about Ramadhan ®

Thursday 22nd November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.5
02.30	Children's Corner: Guldasta No.23
03.05	Urdu Class: Lesson No. 297 Rec:02.08.97
04.00	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
	Hosted by Fuzail Ahmad Ayaz Sahib
04.45	Q/A Session: With Huzoor & English Speakers
05.30	Ramadhan Programme:Fasting & its purposes
	By Choudhry Hadi Ali Sahib
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Sindhi Muzakhra: Love of the Quran
	Hosted by Sayyed Ahmad Tahir Suhail Sahib
08.00	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
08.45	Sang-e-Meel: Historic Milestones
	Topic: Thomas Elva Eddisson
	Presented by Fareed Ahmad Naveed Sahib
09.05	Urdu Class: Lesson No.297
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.6
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.40	Ramadhan on MTA:The philosophy of Fasting
13.05	Tilawat, News
13.30	Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor
14.35	Seert un Nabi (saw): Discussion
	Produced by MTA Pakistan
15.50	Tilawat
16.00	Q/A Session: With Huzoor & English Guests ®
	Rec: 15.02.98
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	MTA Mauritius: Various Items
19.10	Urdu Class: Lesson No.297 ®
20.05	Sang-E-Meel: 'Thomas Elva Eddisson' ®
	Presented by Fareed Ahmad Naveed Sahib
20.25	Ramadhan Programme: Fasting ®
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.6 ®
22.30	Q/A Session: with Huzoor & English Guests ®
23.15	The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®

Friday 23rd November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars ul Quran: Lesson No.6 ®
02.40	MTA Sports
03.30	Safr Hum Nay Kiya: Chitrali Patti, Chitral
	Commentator: Saleem Ud Din Sahib
04.15	Lajna Magazine: Various Items
	Prog No.21, Vol 4
05.00	Urdu Class: Lesson No.298 Rec: 08.08.97
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.55	Siraiky Muzakhra: No.2
07.40	MTA Sports ®
08.00	Speech: By Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib
	On the occasion of Jalsa Salana Rawalpindi
08.50	Urdu Class: Lesson No.298 ®
10.05	Indonesian Service: Various Items
10.35	Bengali Service: Various Items
11.05	Lajna Magazine: Various Items ®
12.05	Tilawat, News
12.35	A Talk on Ramadhan: Seerat un Nabi (saw)
	By Salim Malik Sahib
13.00	Friday Sermon: LIVE FROM LONDON
	Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Documentary: Produced by MTA Pakistan
14.45	Majlis e Irfan: With Huzoor
15.45	Tilawat
15.55	Friday Sermon ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	MTA France: Le Calendrier Islamique, Pt 2
19.15	Urdu Class: Lesson No.298 ®
20.15	Friday Sermon ®
22.00	Majlis e Irfan: With Huzoor ®
22.50	Lajna Magazine: Various Items ®
23.35	MTA Sports ®

Saturday 24th November 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Dars Malfoozat
01.00	Kehkashan: The blessings of fasting
	Hosted by Nafees Ahmad Ateeq Sahib
01.25	Friday Sermon: By Huzoor ®
02.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau
02.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.423 Rec: 14.07.98
04.00	Computers For Everyone: Part No.129
	Hosted by Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.30	German Mulaqat: With Huzoor
05.30	A Talk about Ramadhan: 'Salat'
	Hosted by Salim Malik Sahib
06.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
06.55	MTA Mauritius: Seerat un Nabi Conference
07.50	Tabarukaat: From Jalsa Salana Rabwah 1975
	Topic: Protection of the Holy Quran
	By Maulana Qazi Muhammad Nazir Sahib
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.423 ® Rec: 14.07.98
09.55	Indonesian Service: Various Items
11.00	Dars ul Quran: Lesson No.7
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30	Kehkashan: Blessings of Fasting ®
	Hosted by Nafees Ahmad Ateeq Sahib
13.05	Tilawat, News
13.35	Bengali Service: Various Items
14.35	Seerat un Nabi (saw): Programme No.9
	Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
15.30	Ramadhan & Us: With Bashir Orchard Sb
	'The Importance of congregational prayer'
15.45	Tilawat
15.55	German Mulaqat: With Huzoor ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	MTA Mauritius: Seerat un Nabi Conference ®
19.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.423 ®
	Rec: 14.07.98
20.10	Tafseer ul Kabir: Programme No.43
	Hosted by Munir Adilbi Sahib
21.00	Dars ul Quran: Lesson No.7 ®
22.40	German Mulaqat: With Huzoor ®
23.40	Computers For Everyone: Part No.129 ®

Sunday 25th November 2001

00.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
01.00	Dars-ul-Quran: No.7 ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.30	Children's Corner: Kudak No.28
03.00	Urdu Class: Lesson No.299
	Rec: 09.08.97
04.00	Hamari Kaenat: No.117
	Topic: Plants in Life
04.35	Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
05.35	Ramadhan and its Issues
	Host: Mubashir Ahmad Ayaz Sb.
06.05	Tilawat, News, Dars Hadith
07.00	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
08.00	Chinese Programme: Islam Among Religions – Pt 17
	Hosted by Usman Chou Sahib
08.25	Hamari Kaenat: No.117 ®
09.00	Urdu Class: Lesson No.299 ®
10.00	Indonesian Programme: Various Items
11.00	Dars-ul-Quran No.8
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.35	Ramadhan & its Issues ®
13.05	Tilawat, News
13.40	Bengali service: various Items
14.40	Seerat-un-Nabi (SAW): Program No.9 ®
15.35	Tilawat
15.40	Children's Corner: Kudak No. 28 ®
16.00	Friday Sermon: by Hazoor ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	English Programme:Jalsa Seerat un Nabi(saw)
19.00	Urdu Class: Lesson No.299 ®
20.00	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
21.00	Dars-ul-Quran: No.8 ®
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.35	Documentary: Safr Hum Nay Kiya ®
	Commentary By Saleem Ud Din Sahib
23.35	Hamari Kaenat: No.116 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, November 16, 2001 | Issue No. 46

سو سال پہلے
تاریخ احمدیت سے

(۱۹۰۱ء)

رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کی تجویز "انجمن اشاعت اسلام" کی بنیاد

اس صدی کا آغاز رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" (مذاہب عالم پر تبصرہ) کی تجویز سے ہوا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتداء سے ہی مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام کی طرف خاص توجہ اور دلچسپی تھی۔ ایک دفعہ آپ کے کوئی مرید ایک مناظرہ میں کامیابی کی خوش خبری لائے تو حضور نے فرمایا کہ "مَیں نے تو یہ سمجھا کہ یہ خبر لائے ہیں کہ گویا یورپ مسلمان ہو گیا"۔

حضورؑ کو اللہ تعالیٰ سے بشارتیں بھی مل چکی تھیں کہ آپ کی تحریریں یورپ میں بکثرت شائع ہونگی اور ان سے متأثر ہو کر لاکھوں انگریز حلقہ بگوش اسلام ہونگے۔ اور گو اس وقت تک حضور کے اشتہارات اور چند کتابیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ اور امریکہ میں پہنچ چکی تھیں۔ لیکن کام کی اہمیت و نوعیت کے باعث دعویٰ مسیحیت کے آغاز سے ہی حضور کا منشاء مبارک تھا کہ مغربی ممالک تک اسلام کی آواز پہنچانے کے لئے ایک ماہوار انگریزی رسالہ کا اجراء عمل میں لایا جائے جس میں خاص طور پر ان مضامین کے تراجم شائع ہوں جو تائید اسلام میں حضور کے قلم سے نکلتے ہوں۔ چنانچہ اسی سال حضور انور نے اپنے بعض انگریزی دان خدام کے مشورہ سے ۱۵/جنوری ۱۹۰۱ء کو ایک انگریزی رسالہ کے اجراء کا اعلان فرمایا اور اس کی ادارت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے پلیڈر پشاور کے سپرد فرمائی۔

رسالہ کے نظم و نسق کے لئے حضور کے حکم سے ۳۱/مارچ ۱۹۰۱ء اور یکم اپریل ۱۹۰۱ء کو جماعت کے دوستوں کے اہم اجلاس مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں منعقد ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ رسالہ انگریزی اور حضرت اقدس کی کتب کے انگریزی تراجم کے لئے ایک مستقل ادارہ "انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے قائم کیا جائے۔ اس ادارہ کا ابتدائی سرمایہ دس ہزار کے قرار پایا۔ جس کی فراہمی کے لئے اس ادارہ کے ایک ہزار حصے مقرر کئے گئے۔ ہر حصہ دس روپے کا تجویز ہوا۔ یہ تو "انجمن اشاعت اسلام" کے ابتدائی سرمایہ کے متعلق فیصلہ تھا۔ جہاں تک اس کے انتظامی معاملات کی سرانجام دہی کا تعلق ہے ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز تشکیل دیا گیا جس کے ۲۰ ممبر تجویز ہوئے۔ انجمن کے سرپرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔

رسالہ کا نام "بورڈ آف ڈائریکٹرز" نے "دی ریویو آف ریلیجنز" (The Review of Religions) تجویز کیا اور اس کی اشاعت کا مرکز اور دفتر لاہور میں قرار پایا۔

انجمن کے قواعد و ضوابط مرتب کرنے کا کام ایک سب کمیٹی نے کیا جس کی آخری منظوری دیتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لطیف تقریر کی اور فرمایا کہ ممبروں کی رائے میں تاجرانہ اصول کا لحاظ رکھنا بھی موجودہ حالات کے ماتحت ضروریات سے ہے کیونکہ بعض وقت چندوں کی بہتات موجب ابتلاء ہو جاتی ہے۔ انجمن کی بنیاد کے دو ہفتہ کے اندر اندر اس کے قریباً ۷۷۵ حصص فروخت ہو گئے۔ جن میں سے سب سے زیادہ حصے حضرت مولوی نورالدین صاحب کے تھے۔ آپ نے ۱۶۰ حصے خریدے تھے۔ آپ کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب اور چوہدری محمد سلطان خان صاحب بیرسٹر جہلم نے۔ انجمن نے ۲۴/نومبر ۱۹۰۱ء کو یہ بھی فیصلہ کیا کہ اگر تین سو خریدار مہیا ہو جائیں تو "ریویو آف ریلیجنز" کا اردو ایڈیشن بھی شائع کیا جائے گا۔

یہ جماعت احمدیہ میں قائم ہونے والے سب سے پہلے اشاعتی ادارے کی تفصیلات ہیں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگرانی میں قائم ہوا۔ ۱۹۰۶ء کے آغاز میں جب صدر انجمن احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو دوسرے اداروں کے ساتھ یہ ادارہ بھی اس میں مدغم کر دیا گیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد دوم۔
مؤلفہ دوست محمد صاحب شاھد)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳ اور ۴ ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ کے تحت مختلف احادیث نبویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ کسی کا مال صدقہ دینے کے نتیجہ میں کم نہیں ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے لئے سوال کا دروازہ کھول لیتا ہے تو اللہ اس کے لئے افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں مِمَّا کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ وہ خدا کے دئے ہوئے میں سے کچھ اس کی راہ میں دیتے ہیں اور اللہ ہی کے حکم سے اپنے لئے، اپنے اہل و عیال کے لئے بھی خرچ کرتے ہیں۔ حضور نے یہ بھی بتایا کہ یہاں رزق سے مراد خوردنی اشیاء ہی نہیں بلکہ ہر ایک نعمت جو خدا کی طرف سے ملتی ہے وہ مراد ہے۔ علم، صحت اور تمام قویٰ اور استعدادیں اس میں شامل ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رزق میں حکومت بھی شامل ہے یعنی اگر تمہیں امین سمجھ کر حکومت دی گئی ہے تو یہ خدا کا انعام ہے۔ تمہیں بہرحال تقویٰ کے ساتھ اس کا حق پورا ادا کرنا ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اخلاق فاضلہ بھی رزق میں داخل ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ کوئی چیز دے بغیر اس کے کہ اس نے کسی سے اس کے لئے سوال کیا ہو تو وہ اسے لے لے کیونکہ یہ وہ رزق ہے جسے اللہ خود ہانک کر اس کے پاس لایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بغیر سوال اور بغیر طمع کے اگر چیز ملے تو اسے لے لینا چاہئے اور واپس نہیں کرنا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے قرآنی آیات کے حوالہ سے اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر ضرور تمہیں ملے گا۔ زکوٰۃ سے مال محفوظ ہوتے ہیں اور بڑھتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اپنے بیماروں کا علاج صدقات کے ذریعہ کیا کرو۔

حضور نے فرمایا کہ اب بھی جو مختلف آفات نازل ہو رہی ہیں، ہمارے ملک نے بھی اس سے حصہ پایا ہے اور افغانستان وغیرہ نے بھی۔ آنحضرت ﷺ کی نصیحت ہے کہ صدقہ اور دعاؤں کے ذریعہ انہیں ٹالنے کی کوشش کرو۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے پر اپنے نفس میں کوئی بڑائی پیدا نہیں ہونی چاہئے۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۲۰ ممالک کو تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق مل چکی ہے۔ ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۱ء تک کل وصولی ۲۱ لاکھ ۴۵ ہزار ۴۰۰ پاؤنڈ ہے۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ایک لاکھ ۷۰ ہزار ۸۰۰ پاؤنڈ زیادہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان نے امسال بھی حیرت انگیز قربانی پیش کی ہے۔ گزشتہ سال ربوہ تیسرے نمبر پر تھا۔ اس پر مَیں نے کہا تھا کہ ربوہ اب بھی اوّل آسکتا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں ربوہ تیسری سے پہلی پوزیشن پر آگیا ہے۔ حضور نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ امسال بھی پاکستان سے باہر کے ممالک میں اوّل رہا اور جرمنی کو ایک لاکھ دس ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۳ لاکھ ۳۷ ہزار ۶۰۰ سے تجاوز کر چکی ہے۔ گزشتہ سال کے مقابل پر امسال ۲۷ ہزار نئے افراد شامل ہوئے ہیں۔ اس میں پاکستان اور ہندوستان کی جماعتوں نے نمایاں کام کیا ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے دس ممالک پاکستان، امریکہ، جرمنی، انگلستان، کینیڈا، انڈونیشیا، ہندوستان، ماریشس، سوئٹزرلینڈ اور ابوظبی ہیں۔ پاکستان کی جماعتوں میں نمایاں کام کرنے والی بالترتیب پہلی دس جماعتیں یہ ہیں۔ ربوہ، لاہور، کراچی، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، کوئٹہ، گوجرانوالہ، اوکاڑہ اور سرگودھا۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

"اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اور اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی"۔
(از ملفوظات جلد ۲ ایڈیشن اول صفحہ ۱۲۲)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔